تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ تمام مخلوق کو روزی دینے والا ہے۔ لم یزل اور لایزال ہے۔ دونوں جہان میں اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

اس کے بعد اُس نبی مرسل کی ثنا جو امت شقی کا پیشوائے شفیع' نبیوں کا شرف' محمد اصفیا ﷺ ہیں۔

قطعہ

شد ہر یکے را صورتش نور از نبی ﷺ
نور حاضر نور شد عارف ولی

نبی کریم ﷺ کے نور سے ہر ایک کی صورت تخلیق ہوئی۔ اے ولی عارف موجودہ نور نور ہوا۔

نور نبی از نور اللہ لازوال
مشتاق مخلوقات برنورش جمال

رب کریم کے نور سے نبی کا نور ہے۔ تمام مخلوقات ان کے نوری جمال کی مشتاق ہے۔

حَسُنَتْ جَمِيعُ خِصَالِهٖ صَلُّوْا عَلَيْهِ وَآلِهٖ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمْ وَاَزْوَاجِهٖ
وَاَصْحَابِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۝

اس کے بعد غلام عارف کامل' خانہ زاد' باطن آباد' قادری سروری اویسی تلمیذ الرحمٰن' فقیر باہو رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ولد بازید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ عرف اعوان' طالب بامطلوب' مرید لایرید ساکن قطعہ شور کوٹ عرض کرتا

ہے کہ میں نے اہل تحقیق اہل زندیق' اہل تقلید اور اہل توحید کے لیے چند مفید کلمات جمع کئے ہیں یہ کلمات ناقص اور خام نہیں ہیں بلکہ ایک مکمل کسوٹی ہیں۔

یہ کتاب رسول القطب' قطب الاقطاب' حق و باطل میں تمیز کرنے والی صحیح جواب کی اہل' معرفت و فقر کا نچوڑ مختصر ہدایت مشاہدہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے اسم ذات کے تصور کے مجموعہ کی فہرست ہے' اس کی قرأت کرنے سے ذات کے حقیقی اور خاص الخاص تجلیات کا مشاہدہ اور قرب حق کی حقیقی توفیق کا حصول ہوتا ہے۔

نیز اس سے توجہ' تفکر' تصرف' تصوف' ذکر فیض' فکر' فنائے نفس' مراقبہ مجلس' اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات' تجرید' تفرید حضوری الہام مع اللہ الہام کلیم اللہ اور نظر کی تاثیر حاصل ہوتی ہے۔ اس کا پڑھنے والا راستی راہ کی انتہا کو دیکھ سکتا ہے۔ قُمْ بِـاِذْنِ اللّٰہِ (اللہ تعالیٰ کے حکم سے اٹھ) پر عین روح اللہ کی طرح قدرت والا ہو جاتا ہے۔

علاوہ ازیں یہ کتاب وسیلہ نبی ﷺ بننے کے لیے بمنزلہ خضر کے ہے اس کے پڑھنے سے ظاہر و باطن نفس اور قرآن و حدیث کے موافق ہو جاتے ہیں اور فنا فی اللہ بقا باللہ کے ہر نوع کے چھوٹے بڑے طبقات کی واقفیت ہو جاتی ہے۔

اس کتاب کو میں نے قرب دیدار کا نام دے کر غرق فی التوحید' نور ذات' حق کا دیدار' ربوبیت قادری اور کامل گنجی کا خطاب دیا ہے اگر باطن میں الا اللہ نے ذاتی نور کا قرب دیدار اور اللہ تعالیٰ مدنظر و منظور اور مجلس محمدی ﷺ کی حضوری وغیرہ مراتب اسم اللہ ذات کے تصور کے حاضرات سے باطنی راہ میں نہ ہوتے' تو تمام سالک گمراہ ہو جاتے۔

بیت

ہر کہ منکر می شود زیں خاص راہ
عاقبت کافر شود آں روسیاہ

جو کوئی اس خاص راہ کا منکر ہو جاتا ہے' تو وہ روسیاہ آخر کار کافر ہو جاتا ہے۔

اسم اللہ ذات کے تصور کی راہ انبیاء اور اولیاء اللہ کا نتیجہ ہے جو صاحب علم اور صاحب حِلم کو نصیب ہوتا ہے اور حلیم اللہ تعالیٰ کا اسم ہے۔

جان لے کہ حق الیقین' اہل حق کی شریعت کا قاضی' ان اشخاص سے جو رب العالمین کے دیدار سے مشرف ہوں' موت کے چار گواہوں کو طلب کرتا ہے۔

اول یہ کہ جو کوئی شخص اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھے تو ازروئے شریعت جائز اور روا ہے اس طرح کا خواب معرفت وصال کا خواب ہوتا ہے نہ کہ عام نواب و خیال۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔

یَنَامُ عَیْنِیْ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ

"میری آنکھیں سوتی ہیں' لیکن میرا دل نہیں سوتا"

نیز ارشاد فرمایا۔

"نیند موت کی بہن ہے لیکن اہل جنت نہ سوتے ہیں نہ نہیں مرتے۔"

جو شخص زندہ قلب اور مذکور کے ذکر سے باشعور ہے' اس کا خواب گویا حضوری سے جواب باصواب ہوتا ہے۔

دوم مراقبہ میں دیدار الٰہی بھی جائز اور روا ہے اور مراقبہ اس قسم کا ہوتا ہے جس میں جسم سے جان نکل جاتی ہے اور ظاہر کو مردہ کر کے باطن

میں روحانی جسم کے حضور میں لے جا کر حضور سے سوال و جواب کیا جاتا ہے ان درجوں کا حصول قرب دیدار سے مشرف ہونے پر حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں۔

مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا

''مرنے سے پہلے مر جاؤ۔''

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ

(سورۃ الانعام:۱۲۳)

''کیا وہ مردہ نہ تھا پس ہم نے اسے زندہ کر دیا۔''

سوم: روشن ضمیر کا معرفت کی آنکھ سے عین العین دیدار باری تعالیٰ کرنا کیونکہ مشرف دیدار اور لامکانی کی مثال قائم نہیں ہو سکتی۔

پیغمبر خدا ﷺ فرماتے ہیں۔

اَلْمَوْتُ جِسْرٌ يُّوْصِلُ الْحَبِيْبَ اِلَى الْحَبِيْبِ

''موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست سے ملاتا ہے۔''

جب یہ تینوں مراتب ایک جگہ جمع ہو جائیں تو قلب قبہ' قبور کی طرح ہو جاتا ہے۔ قلب' روح اور سر تینوں ایک ہو جاتے ہیں اور خود وہ شخص مشاہدہ حضور میں مغفور وجود والا بن جاتا ہے۔ ایسا شخص عالم و عامل باللہ اور فقیر فی اللہ کامل اور باطن معمور ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ

(سورۃ الفتح' ۲)

''تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کے باعث آپ سے پہلے اور آپ کے بعد والے حضرات کے گناہ معاف فرما دے۔''

ارشاد خداوندی ہے۔

تُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ

(آل عمران' ۲۷)

''وہ زندہ کو مردے سے اور مردے کو زندہ سے نکالتا ہے۔''

یہ مراتب عظمیٰ اور سعادت کبریٰ صاحب شریعت اہل ہدایت فقراء کے نصیب ہوتے ہیں بدعتی ان سے بے نصیب رہتا ہے کیونکہ وہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا دشمن اہل شیطان کا تابع' علماء کا دشمن اور ابلیس کا رقیب ہوتا ہے۔

بیت

ہر کہ منکر گشت ز دیدار الہ
ہر کہ پوشد حق آن کافر رو سیاہ

جو باری تعالیٰ کے دیدار کا انکار کرتا ہے اس کافر روسیاہ سے حق پوشیدہ ہو جاتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے۔

وَمَنْ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى

(بنی اسرائیل:۷۲)

''اور جو شخص اس دنیا میں اندھا رہا وہ آخرت میں بھی اندھا ہو گا''

اہل معرفت فقیر کی نگاہ دیدار الٰہی میں رہتی ہے کیونکہ یہی دونوں

آنکھیں گواہ ہیں۔ کوئی چیز دل سے باہر نہیں۔ جو کچھ تو چاہتا ہے کسی اہل دل اور صاحب دل سے طلب کر' جو شخص ان لازوال مراتب پر پہنچتا ہے وہ ولی اور عارف باللہ ہو جاتا ہے اور اس کے لیے موت اور زندگی یکساں ہو جاتی ہے۔

اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ بَلْ یَنْقَلِبُوْنَ مِنَ الدَّارِ اِلَی الدَّارِ۔

(شرح الصدور از جلال الدین سیوطی)

''بے شک اولیاء اللہ نہیں مرتے' بلکہ وہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں چلے جاتے ہیں۔''

جو شخص صاحب معرفت ہے وہ آنکھ والا اور بصیرت والا ہے۔

اس کی نگاہ اسم اللہ ذات کے تصور سے اصلی اور صحیح راستے پر رہتی ہے لیکن بے معرفت اور بے بصیر مادر زاد اندھے کی طرح ہے۔

بیت

دل زبیدارش بدیدارش دوام
معرفت توحید در دل حق تمام

دل اس کے دیدار سے ہمیشہ زندہ رہتا ہے اس لیے توحید کی معرفت اس کے دل میں تیقن ہے۔

لوح محفوظ' تمام قرآن' نص' حدیث اور تفسیر کے علوم ضمیر دل کی تختی پر تحریر شدہ ہیں۔

ابیات

ہرکہ را دل زندہ با دیدار شد
زندہ دل دایم بحق بیدار شد

جس کسی کا دل اس کے دیدار سے زندہ ہوا' زندہ دل ہمیشہ اللہ کے ساتھ مشغول رہتا ہے۔

ایں چنیں دل شد مشرف باللقا
ہرکہ را دل زندہ با ذکرش خدا

''ایسے ہی دل ملاقات سے مشرف ہوتے ہیں جس کسی کا دل اللہ تعالیٰ کے ذکر سے زندہ ہے۔''

روح و دل کے ذاکر کا ایسا ہی ذکر ہوتا ہے ذاکر قلبی اللہ تعالیٰ کا ہمراز ہوتا ہے۔

قلب کے تین حروف ہیں۔ ق۔ ل۔ ب۔ حرف ق سے مراد قرب الٰہی۔ حرف ل سے مراد لقائے الٰہی اور حرف ب سے مراد بقا باللہ ہے جو شخص ان صفات سے متصف ہے وہ صاحب دل ہے ورنہ وہ اہل کلب یعنی کتا ہے جو شخص اس کتاب کو وسیلہ بنائے گا اس کے لیے یہ مطالعہ باطنی دیدار' معرفت نور اور قرب حضور سے مشرف ہونے کا وسیلہ بنے گا جو شخص اس طرح اسے خلوص کے ساتھ پڑھے گا اسے دست بیعت' تلقین اور ظاہری مرشد کے ارشاد کی ضرورت نہیں رہے گی۔

ابیات

خوش بخوان تفسیر باتاثیر تر
از مطالعہ می شوی صاحب خضر

با کے خواص کی تشریح سمجھ کر پڑھ' تا کہ تو اس کے مطالعہ سے خضر کا ساتھی ہو۔

وعدۂ مردان خدا رہبر خدا
بُرد حاضر باحضوری مصطفیٰ ﷺ

مردانِ خدا کے وعدوں کا رہبر اللہ ہوتا ہے یہ وعدوں کا ایفا نبی کریم ﷺ کی حضوری میں لے جاتا ہے۔

از نبی تلقین باتعلیم شُد
ذکر قلب معرفت تسلیم شد

نبی کریم ﷺ نے تلقین کی تعلیم فرمائی گویا دل کے ذکر سے معرفت (الٰہی) تسلیم ہوئی۔

نفس باطل را بگذارای یار
طالب دیدار رو بحق آر

اے دوست طالب دیدار باطل نفس کو چھوڑ حق کا رخ کر۔

قطعہ

ز ہجرت یک الف سہ کم بود
کتابی شد تصور راز محمود

تقریباً ۱۱۰۳ ہجری میں حسن تعریف و معرفت الٰہی کے تصور سے ایک کتاب وجود میں آئی۔

عمل شاہی عبید اللہ الہ است
کہ اورنگ زیب غازی بادشاہ است

فرمانبردار بادشاہ کا عمل اللہ تعالیٰ کا عمل ہے کہ اورنگ زیب (عالمگیر) غازی بادشاہ ہے۔

طالب مولیٰ کے لیے فرض عین ہے کہ مرشد کامل سے صراط مستقیم کی تلاش کرے اور زر و مال و نقد و جنس اور گھر بار اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دے۔ جس طرح کہ حضور ﷺ کی سنت ہے۔

ارشاد خداوندی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

(المائدہ' ۳۵)

"اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تا کہ تم فلاح پا جاؤ۔"

یہ آیت وسیلۂ مرشد کے بارے میں ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔

مَشْيٌ عَنِ الرَّأْسِ بِدُوْنِ الْاَقْدَامِ

"قدموں کے بغیر سر کے بل چلنا ہے۔"

بیت

سر قدم شد قدم راہا سر بجو
غرق شو فی اللہ فنا وحدت بگو

سر قدم ہو گیا' قدم کو سر کے ساتھ مت تلاش کر' فنا فی اللہ میں غرق ہو جا اور وحدت کی بولی بول۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

غَمِّضْ عَيْنَكَ يَا عَلِيُّ وَاسْمَعْ فِيْ قَلْبِكَ لَا اِلٰهَ

إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمْ

"اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اپنی آنکھیں بند کر کے اپنے دل میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ سنو ﷺ"

مُرشد کے ہاتھ پر بیعت کے بغیر ذکر کی تلقین اور یقین کی تصدیق کا حصول ممکن نہیں، خواہ ساری عمر ہی کیوں نہ پڑھتا رہے، باطنی معرفت سے محروم رہے گا، عالم سے ظاہری تعلیم حاصل ہوتی ہے، لیکن مرشد کامل سے علم باطن کے وسیلہ سے معرفت الٰہی حاصل ہوتی ہے، دست بیعت تلقین کا ارشاد ہے، چنانچہ دست بیعت کا طریقہ جناب رسولِ کریم ﷺ سے شروع ہو کر چار پیر اور چودہ خانوادوں سے فیض بہ فیض، عطاء بہ عطاء، معرفت الٰہی کے عارف باللہ، ذاکر، ذکر، مراقبہ، قرب مع اللہ اور حضوری سلسلہ وار قیامت تک ایک دوسرے کو پہنچتی رہے گی۔

جاننا چاہئے کہ سلطان الفقراء کی ابتداء غیر مخلوق نور ایمان ہے اور اس کی انتہاء غیر مخلوق نور ذات رحمٰن ہے پس معلوم ہوا کہ انسان کے وجود میں نفس، قلب، روح و سر اور نفسی، قلبی، روحی اور سری بندگی چاروں ہی مخلوق حجاب ہیں، اگرچہ چاروں کے عمل عبادت و بندگی کا ثواب ہوتا ہے۔ لیکن جب ظلمات نفس، قلب، روح اور سر کے حجاب تقلیدی اور ناسوتی وجود سے اٹھ جاتے ہیں، تو پھر چوبیں لطائف غیب الغیب کا نور غیر مخلوق اسم اللہ کے ذات تصور سے آفتاب کی مانند ظاہر ہوتا ہے اور سر سے قدم تک ہر ایک عضو یعنی سب اعضاء روشن ہو جاتے ہیں قرب الٰہی اور حضوری حاصل ہو جاتی ہے اور رب کے دیدار سے مشرف ہوتا ہے، اہل نور کا سخن اور عمل دونوں نور ہو جاتے ہیں ان کا وجود مغفور اور باطن

معمور ہو جاتا ہے۔

بیت

کی تواند بست مثلش راز نور
ہر کہ دیدارش رسد شد باحضور

نور کے راز کو اس کے مثل کون بیان کر سکتا ہے جس کسی کو دیدار حاصل ہوا، وہ باحضور ہو گیا۔

مرشد کامل کی نشانی

مرشد کامل وہ ہے جو طالب اللہ کو پہلے ہی روز اسم اللہ ذات کے تصور کے شروع میں ہی نور فی اللہ کے مرتبے پر پہنچا دے اور دیدار سے مشرف کر کے صاحب حضوری بنا دے تاکہ طالب اللہ کو ریاضت، خلوت اور چلہ کی ضرورت ہی نہ رہے۔ اہل حضور لا یحتاج کو کیا ضرورت ہے کہ درود وظائف اور دعوت پڑھے۔ وہ ذکر، فکر، مراقبہ، مکاشفہ، محاسبہ اور مجادلہ سے فارغ ہوتا ہے اسے عین العین کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے۔ میں حضرت آدم علیہ السلام کی اصل نسل سے ہوں۔ میں معرفت، توحید اور دیدار قرب الٰہی سے مشرف ہوں، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے نور سے ہوں۔ یہ دونوں مراتب عظیم میرے گواہ ہیں کیونکہ ہر وقت اللہ تعالیٰ میرے مدنظر ہے اور یہ کہ میں اللہ تعالیٰ کا منظور نظر ہوں۔ میں مشرف بدیدار الٰہی ہوں۔ اس قسم کے مراتب علماء، اولیاء اللہ، ولی اللہ اور فقیر فی اللہ کے ہیں۔

ہاں! یہ یقینی امر ہے کہ جس طرح ظاہری مراتب کے مختلف درجات ہیں، اسی طرح اسم اللہ ذات کے تصور کے باطنی مراتب ہیں اور

ورد وظائف، تلاوت، تقویٰ، اطاعت، توفیق، ذکر، فکر، مراقبہ، مکاشفہ، محاسبہ، مجادلہ، کشف کرامات، ریاضت، مجاہدہ، خلوت، تنہائی، گوشہ گیری، چلہ، حجرہ وغیرہ سب کچھ عبادات میں شامل ہے۔ ملاقاتی علم صحیح اور سیدھا راستہ ہے۔ نیک اعمال کا ثواب ملتا ہے لیکن مندرجہ بالا امور مقرب حق کے نزدیک توحید معرفت سے دوری اور مطلق حجاب ہیں۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔

حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ

"صالحین کی نیکیاں مقربوں کے لئے بمنزلہ برائیاں ہیں۔"

ارشاد خداوندی ہے۔

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِیْتَ (الکہف ۲۴)

"اپنے رب کا ذکر کرو جبکہ تو اسے یاد کرنا بھول جائے۔"

جس وقت عالم استغراق میں چلا جاتا ہے، تو مخلوق کا خیال دل سے چلا جاتا ہے مخلوق کا ذکر مذکور ظاہری عبادت ہے، خلقت ظاہری اعمال کو پسند کرتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ باطنی اعمال کو پسند کرتا ہے۔

حدیث قدسی

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلَا یَنْظُرُ اِلٰی اَعْمَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَنِیَّاتِکُمْ

(مشکوٰۃ)

"بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا اور نہ ہی تمہارے اعمال کی طرف توجہ کرتا ہے بلکہ وہ تمہارے دلوں اور نیتوں کو

دیکھتا ہے"۔

بیت

جان و دل چیست؟ معنی حق ز نور
دل ہمہ چون نور شد گردد حضور

روح اور دل کی کیا حقیقت ہے؟ سوائے اللہ تعالیٰ کے نور کے، جب دل مکمل طور پر نور ہوگیا تو حضوری حاصل ہوگئی۔

طالب کی تشریح

طالب کے چار حروف ہیں۔ ط۔ ا۔ ل اور ب۔ ط سے مراد طمع نفس اور دکھلاوے کی اطاعت ہے۔ ان کو وہ تین طلاق دے اور تمام طاعتیں ایک گھڑی میں طے کرے۔ طالب کو حوصلے کا وسیع، مستی میں ہوشیار اور خواب میں بیدار اور مشرف نور دیدار ہونا چاہیے۔ اس قسم کا طالب علم میں عالم اور فیض میں فاضل ہوتا ہے اور چاہیے بھی ویسا ہی، ورنہ ہزارہا جاہلوں کو ایک ہی نگاہ سے دیوانہ بنا دینا کچھ مشکل کام نہیں۔

اور حرف الف سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے محبت و الفت نہ کرے اور نہ مخلوق سے التجا کرے اور ارادہ سے صاحب تصدیق اور طالب تحقیق بنے۔

اور حرف ل سے مراد یہ ہے کہ لایحتاج لائق دیدار پروردگار یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے دیدار کا طالب نہ ہو۔

اور حرف ب سے یہ مراد ہے کہ وہ باادب، باوفا، دل صفا، باحیا، تصرف مال، عارف باللہ اور باوصال ہو۔

شرح مرشد

لفظ مرشد کے بھی چار حروف ہیں۔
حرف م سے مراد یہ ہے کہ مومن ہو۔

حدیث

اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰۃُ الْمُؤْمِنِ

(جامع الصغیر از علامہ سیوطی)

''ایک مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے۔''

اللہ تعالیٰ کو ایک مانتا ہو اور اسرار رب العالمین کا رازدار ہو' مہربان ہو اور شفیق مرشد ہو۔ ہر ایک ولی اللہ اور نبی اللہ کی مجلس حضوری میں نظر کے ساتھ پہچاننے والا ہو' اور کون و مکان کی جمعیت جاودانی بخشنے والا ہو۔

بیت

ہیچ نفسی نیست کز آئینہ روپنہان کند
دل چو روشن شد کتابی دفتری درکار نیست

کسی شخص میں یہ طاقت نہیں ہے وہ اپنے منہ کو آئینہ سے چھپائے' جب دل منور ہو گیا' تو پھر کسی کاپی کتاب کی ضرورت نہیں ہے۔

اور حرف ر سے مراد یہ ہے کہ دنیا کی طرف راغب نہ ہو اور نہ عقبیٰ کی طرف توجہ کرے' بلکہ اللہ تعالیٰ کی قضا پر راضی ہو۔

اور حرف ش سے مراد یہ ہے کہ وہ لامکانی نور قدرت اور اسرار سبحانی کا شہباز ہو۔

اور حرف د سے مراد یہ ہے کہ اس کا دل ہمیشہ توحید فی اللہ کے

دریا میں غرق رہے۔

اور ہمیشہ اسے جناب سرور کائنات ﷺ کی مجلس اقدس کی حضوری حاصل ہو۔

اے عزیز! جان لے کہ سچا طالب جان سے بھی زیادہ پیارا اور عزیز ہوتا ہے اور جھوٹا طالب جان کا دشمن مثل شیطان ہے بلکہ شیطان سے بھی بدتر ہے کیونکہ شیطان تو لاحول پڑھنے سے بھاگ جاتا ہے لیکن یہ سو مرتبہ لاحول پڑھنے سے بھی نہیں بھاگتا بلکہ جان لے لیتا ہے۔

بیت

باہوؒ گر طالب صادق چو مرشد راز بر
میر ساند طالبان را با نظر

اے باہو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! اگر سچے طالب نے مرشد کو قبول کر لیا تو کامل مرشد طالبوں کو ایک نظر میں منزل مقصود تک پہنچا دیتا ہے۔

اے راہ حق کے طالب اس بات کو جان لے کہ دنیاوی عزت و مرتبے کا طالب حقیر مرد' ہیجڑا اور بے مقصود ہے لیکن عاقبت کا طالب مجذوب اور عاقبت مردود ہے لیکن محبوب طالب کی عاقبت محمود ہے۔ جو شخص ذاتی نور معرفت' قرب الٰہی اور عین بعین دیدار سے مشرف ہے وہ ہمیشہ محاسبہ کا قاضی بالخصوص محاسبہ نفس کا ہوتا ہے کیونکہ ازروئے شریعت قرب دیدار الٰہی کے دو گواہ ہوتے ہیں ایک نظر بے مثل' دوسرے توفیق ازلی کی قوت سے آگاہ اور ہمیشہ حفظ الٰہی میں محفوظ ہے۔

ابیات

علم را در درس دیدارش بجو
آنچہ بینی بازبان ہرگز مگو

علم کے درس میں اس کے دیدار کو تلاش کر اور جو کچھ تو دیکھے اس کو زبان سے مت کہہ۔

علم را در درس دیدارش بخوان
ہرکہ روشن میشود عین العیان

اس کے درس کے دیدار میں علم کو پڑھ۔ جو کچھ روشن ہوتا ہے وہ عین بعین ہوتا ہے۔

نیست آنجای مطالعۂ قیل و قال
باجمیعت غرق فی اللہ در وصال

وہ جگہ قیل و قال کے مطالعہ کی نہیں ہے۔ مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کے وصال میں غرق ہو جا۔

علم الف و النقش حق راز بس
آنچہ خوانی غیر حق باطل ہوس

الف سے مراد علم ہے اس کی الفت راز الٰہی ہے اور بس۔ اللہ تعالیٰ کے سوا جو کچھ تو پڑھتا ہے، وہ باطل اور خواہش نفسانی ہے۔

علم از ذکر است یا ذکر از علم
علم ذکر و تفرقہ سر درد غم

علم ذکر سے ہے یا ذکر علم سے، ذکر کا علم اور تفرقہ، سردردی اور غم ہے۔

ہر دورا بگذار رو در غرق نور
تاشوی عارف خدا فقرش حضور

دونوں کو چھوڑ اور نور میں غرق ہو جا، تاکہ تو عارف خدا ہو جائے جس کا فقر حضوری ہے۔

خود پسندان کی شناسد از علم
بی حضوری ذکر ہم خطرات وہم

خود پسند علم کو کب پہچانیں گے بغیر حضوری کے ذکر میں بھی خطرات و وہم ہیں۔

فقیر عارف ذاکر اور فاضل بہتر ہے یا فقیر فیاض الفضل عالم باطن، ظاہری علم سے باطنی قلب، قالب اور ہفت اندام پاک نہیں ہوتے جس شخص کا ظاہری وجود علم باطنی کے حیطۂ قدرت میں ہے، اسے ظاہری علوم پر دسترس ہوتی ہے۔ خواہ وہ نظر کے ساتھ سینہ بسینہ کسی کو علم دے یا کسی سے لے کیونکہ باطنی معرفت کا عالم ظاہری عالم کی نسبت صاحب توحید، عین العیان، عرفان الحق، عارف اور غالب ہوتا ہے کیونکہ ظاہری عالم باادب ہوتا ہے، اور باطنی عالم فقیر باامر ہوتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے۔

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ

(یوسف:۲۱)

"اور اللہ تعالیٰ اپنے امر پر غالب ہے۔"

حدیث

اَلْاَمْرُ فَوْقَ الْاَدَبِ

"حکم ادب سے بڑھ کر ہے۔"

اَمْرُ اسم اللہ ذات کے تصور سے حاصل ہوتا ہے اور ادب صفات کا مرتبہ ہے۔ عالم باعمل چراغ کی طرح روشن ہوتا ہے لیکن فقیر عارف باللہ، فقیر فی اللہ معرفت اور توحید میں مثل آفتاب کے ہوتا ہے پس چراغ کی کیا مجال ہے کہ سورج کے سامنے دم مار سکے۔

ظاہری علوم سونے چاندی کی طرح ہوتا ہے اور معرفت اور توحید

کا علم فولادی تلوار کی طرح ہوتا ہے پس جو کام فولادی تلوار سے ہو سکتا ہے' وہ سونے چاندی سے نہیں ہو سکتا۔

عارف باللہ کے ابتدائی مراتب عامل علماء کے انتہائی مراتب ہیں اور عارف باللہ کی انتہاء' فقیر کامل کے مراتب ہیں۔

بیت

راہ بسیار است مردم را بقرب حق ولی
راہ نزدیکش دل مردم بدست آوردن است

انسانوں کے پاس اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے بہت سے راستے ہیں لیکن قریب تر راستہ لوگوں کی دلداری کرنا ہے۔

مصنف (حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہیں۔

دل ہاتھ میں لانا ادھوروں کا کام ہے کیونکہ دل جو خطرات شیطانی کا گھر ہے اس کا ہاتھ میں لانا کیسے مفید اور کارآمد ہو سکتا ہے اور کشف و کرامات میں رہنا نامکمل اور ادھوروں کا کام ہے کیونکہ کشف و کرامات کے سبب رجوعات خلق اور دنیاوی عزو جاہ' معرفت قرب حق سے باز رکھتی ہے۔ مردوں کا کام یہ ہے کہ فانی نفس ہو کر بقائے روح حاصل کریں اور ہمیشہ عین بعین دیدار الٰہی سے مشرف اور اس میں مستغرق رہیں۔

بیت

حواس جمعیت طلب کن ز فقر
کہ در فقر اللہ نہاد این اثر

تمام حواس کے ساتھ فقر کو طلب کر کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فقر میں یہ اثر رکھا ہے۔

اور جو شخص اپنے آپ کو غرق عین سے راز کو پہنچائے اسے یاد حواس کی ضرورت نہیں رہتی۔ راہ باطنی' ادھورے اور مکمل کامل اور ناقص سے باخبر ہو۔ اگر کوئی شخص کسی کی طرف توجہ ظاہری یا توجہ باطنی نظر کرے اور اسے سر سے لے کر پاؤں تک سارے وجود میں صورت اسم اللہ ذات نقش کر دے اور وہ ذکر کی گرمی سے شب و روز جلے اور کسی اور کا بھی توجہ سے ایسا ہی حال احوال بنا دے اور اس پر تجلیات لازوال بارش کی طرح ذرہ ذرہ برسیں اور اسے دکھائی دیں تو بھی سمجھ لو کہ اس قسم کے مراتب بھی ناقص' مجہول اور بے باطن مرشد کی ابتدائی خامی ہے خواہ وہ علم میں عالم فاضل ہی کیوں نہ ہو۔

ابیات

ہر کہ داندمی رسیدم دور تر
ایں ہمہ خامی بتاثیرش نظر

اگر کوئی (فقیر) یہ سمجھتا ہے کہ اس نے معرفت الٰہی کے اعلیٰ مدارج حاصل کر لیے ہیں تو وہ گویا اللہ تعالیٰ سے دور تر ہے۔

ہر کہ واصل گشت باقربش حضور
قرب باقربش رساند ذات نور

جو کوئی اللہ کی حضوری کے قرب سے واصل ہو گیا تو اس کے قرب کی وجہ سے قرب اس کو نورانی ذات تک پہنچا دیتا ہے۔

جس کسی کو مقام قرب الٰہی ٹھیک طور پر حاصل ہو وہ باتوفیق ہے وہ شخص طالبوں کو ورد وظائف اور ذکر وفکر میں مشغول نہیں کرتا بلکہ وہ ان کو فوراً وصال ذات لازوال کے مشاہدہ میں حضوری میں پہنچا دیتا ہے ذکر و فکر کے مراتب حاصل کرنا بہت مشکل ہے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ

کی مجلس اقدس کے قرب کی حضوری اور معرفت اِلَّا اللہ میں غرق کر دینا آسان کام ہے جو طالب علم فاضل حوصلے کا وسیع ہو اور وہ ذاتی نور سے مشرف اور دیدار حضوری کے لائق ہو جاتا ہے۔

بیت

با خدا یکتا بود ہمراز نور
الہام باالہام قربش باحضور

وہ خدا کے ساتھ یکتا اور نور الٰہی کا ہم راز ہو جاتا ہے اور اسے الہام پر الہام اور قرب حضوری حاصل ہوتا ہے۔

اس قسم کے مراتب اس شخص کو ملتے ہیں جو صاحب تصور حضور ہو' ایسا شخص جس کسی کی صورت کا تصور کر کے اسم اللہ ذات کے نور کے تصرف کے طے میں معرفت توحید کے طریقے سے جس مقام پر چاہے امر الٰہی سے پہنچا سکتا ہے بشرطیکہ خود حقیقی فقیر ہو اور نور ذات کی معرفت میں غرق اور مجلس محمدی ﷺ کا حضوری ہو۔ ایسا شخص چاہے تو کسی کو مقام ازل میں ازل کا تماشا دکھلا سکتا ہے اور چاہے تو کسی کو مقام ابد میں ابد کا تماشا دکھائے۔ خواہ عرش سے تحت الثریٰ تک' چاند سے مچھلی تک' زمین و آسمان کے کل طبقات' دنیا و عقبیٰ کے تمام مقامات کا مشاہدہ کرائے خواہ حور و قصور کا تماشا دکھائے۔ خواہ معرفت توحید اور ترک و توکل کے مقام پر پہنچائے۔

ارشاد خداوندی ہے۔

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ (الرحمٰن:۲۹)

''ہر دن وہ ایک خاص شان میں ہوتا ہے۔''

یہ مراتب تصور' تصرف' توجہ اور تفکر کے ہیں اسم اللہ ذات کے تصور

کے حاضرات سے طالبوں کو ناظر اور مرشد جہاں چاہے لے جاسکتا ہے۔

جاننا چاہیئے کہ مراتب علم میں بہت سی رجعتیں ہیں یعنی دنیاوی درجات اور مراتب ذکر میں آفات کی رجعتیں لاتعداد ہیں یعنی رجوعات خلق' طریقہ' کامل قادری میں نہ دنیاوی رجعت ہے نہ خلقت کی رجوعات کامل قادری ابتدا و انتہاء میں فنا فی اللہ ہوتا ہے اسے لازوال فیض و برکات ملتے ہے بامشاہدہ' باوصال اور وہ خاص الخاص میں سے ہو جاتا ہے ضرب کلمہ کے ذکر جہر کی آواز سننے والے کو یکبارگی معرفت الٰہی حاصل ہو جاتی ہے اور وہ خاص الخاص بن جاتا ہے کلمہ کے ذکر جہر سے درد اور شوق پیدا ہوتا ہے۔ ذکر کرنے والا بے خود ہو کر گر پڑتا ہے اور ستر روز تک اسی حالت میں رہتا ہے اور ہر روز ستر نفسانی حجاب دور ہوتے ہیں پس کامل قادری کو چلہ اور خلوت کی کیا ضرورت ہے اور اسے خلل خطرات کا کیا ڈر کیونکہ وہ ذات الٰہی میں مستغرق رہتا ہے۔

قطعہ

مرشدی توفیق باتوفیق بر
مرشد نامرد و طالب سیم و زر

جو مرشد فقیر کو اللہ تعالیٰ تک پہنچاتا ہے وہ باتوفیق مرشد کہلاتا ہے اور ناقص مرشد سیم و زر کا طالب ہوتا ہے۔

مرشد ناظر برد حاضر رسول ﷺ
معرفت توحید باید حق وصول

مرشد ناظر دربار رسول ﷺ میں پہنچا دیتا ہے۔ توحید کی معرفت ہونی چاہیے اور اللہ تعالیٰ کا وصال۔

وہ طالب جو کہ باشعور ہے سارا جہان اس کے حضور میں ہوتے

ہیں اے جان عزیز! سن! راہ باطن، معرفت الٰہی سے خدا رسیدہ ہونا اور تینوں مراتب یعنی فنا فی الشیخ، فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ کا حصول محال ہے کیونکہ ہر ایک مراتب میں طرح طرح کے ذکر مشاہدات و احوال ہیں اور اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ اس زمانہ میں کوئی ولی اللہ ارشاد، دست بیعت اور تلقین کے لائق نہیں ہے تو سمجھو کہ یہ شیطانی حیلہ ہے اور ٹال مٹول کرتا ہے نفس اسے فریب دے رہا ہے اور متکبر اور نفسانی خواہشات رکھنے والے لوگ معرفت خداوندی سے انسان کو باز رکھتے ہیں اور مجلس محمدی ﷺ سے محروم رکھتے ہیں لوگ جاسوس، راہزن، ڈکیتی کرنے والے، غیبت گو، عیب جو ہوتے ہیں اگرچہ ظاہر میں عالم ہوتے ہیں لیکن باطن میں پکے جاہل ہوتے ہیں۔

حضور سرور کونین ﷺ نے فرمایا۔

اِتَّقُوْا عَالِمَ الْجَاهِلِ قِيْلَ مَنِ الْعَالِمَ الْجَاهِلِ
يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ عَالِمُ اللِّسَانِ وَجَاهِلُ الْقَلْبِ

"عالم جاہل سے ڈرو" صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے دریافت کیا، جاہل عالم کون ہوتا ہے۔

فرمایا: "جو زبان کا عالم ہو مگر دل کا جاہل ہو۔"

فقیر عارف باللہ کے عیب و گناہ پر نظر نہ کر، بلکہ اس کے قرب الٰہی کو دیکھ اور اس کے باطن اور راہ معرفت الٰہی کا خیال کر جیسا کہ حضرت خضر علیہ السلام نے کشتی کو غرق کیا، دیوار کو گرا دیا اور پھر بنا دیا اور بچے کو قتل کر دیا یہ تینوں امور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نگاہ میں گناہ دکھائی دیئے حالانکہ حضرت خضر علیہ السلام راہ ثواب پر تھے سورۃ کہف میں مذکور ہے کہ علم اَنَا اور خودپسندی نے شیطان کو قرب الٰہی اور حضوری سے دور پھینک دیا۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے کہ۔

اِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِیْ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ

(ص:۷۸)

"بے شک روز قیامت تک تجھ پر میری لعنت ہے۔"

کی سرزنش کا خطاب پایا۔ لیکن اصحاب کہف کے کتے کو محبت نے دوری سے حضوری میں پہنچا دیا تو بھی محبت الٰہی میں کتے سے کمتر نہ ہو۔

ارشاد خداوندی ہے۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْ آدَمَ (بنی اسرائیل:۷۰)

"ہم نے نسل آدم کو مکرم کر دیا ہے۔"

حدیث قدسی میں ہے کہ

عَبْدِیْ تَنَعَّمْ بِیْ وَاْنَسْ بِیْ اَنَا خَيْرٌ مِنْ كُلِّ مَا سِوَى اللّٰهِ

"اے میرے بندے! تو مجھ سے محبت کر اور مجھ ہی سے نعمت میں بسر کر، کیونکہ ماسوائے اللہ میں ہی سب سے بڑھ کر تیرے لیے بہتر ہوں۔"

ایک عبادت با قرب اللہ قبول۔ دوم عبادت فرشتہ جو پیغام لے جاتا ہے عبادت وہی مقبول ہوتی ہے جو تفکر، توجہ اور تصرف سے کی جائے اور جس میں قلبی تصدیق اور روحی توفیق ہو قلبی ذکر یہ ہے کہ دارالفنا سے قطع تعلق کر کے دارالبقاء کا رخ کیا جائے روحی ذکر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رؤیت اور ملاقات کا شوق ہو۔

پس معلوم ہوا کہ اگر کامل فقیر سو جائے تو خواب میں بھی نور ذات کے مشاہدہ میں مستغرق رہے گا اگر بیدار ہوگا تو بھی فانی النفس اور باقی الروح ہو کر دیدار کی طرف متوجہ ہوگا اور جب کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد

رسول اللہ کے ذکر سے لقا و دیدار سے مشرف ہوگا اور جب آیات قرآنی اور احادیث کی تلاوت کرے گا تو مشاہدہ ذات میں حضوری دیدار باشعور دیکھے گا اور دیدار کے مراتب اسے معلوم ہونگے جن کی مثال بیان نہیں ہو سکتی اسی کو توحید مطلق کہتے ہیں۔ انسان کو شرف اس وجہ سے ہے کہ وہ آدم علیہ السلام کی اولاد اور حضرت محمد مصطفی ﷺ کی امت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ اس آیت کریمہ میں فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ اٰدَمَ (بنی اسرائیل:۷۰)

"ہم نے بنی آدم کو عزت دی۔"

اور تلاوت کی برکت سے قرب قرآنی اور ذکر رحمانی حاصل ہوتا ہے۔

جان لے کہ کلمہ طیب کے چوبیس حروف ہیں اور دن رات کے چوبیس گھنٹے ہیں اور دن رات میں انسان چوبیس ہزار سانس لیتا ہے ہر سانس میں عارف باللہ اہل قرب اور اسم اللہ ذات کا صاحب تصور شخص کے دل پر قرب الانوار کے تفکر سے چوبیس ہزار سانسوں میں سے ہر دم نور دیدار ذات نازل ہوتا رہتا ہے یہ ہے صاحب تصور و تفکر فقیر۔ ایسا شخص معرفت قرب الٰہی کا عالم اور فاضل ہوتا ہے اور وہ نور دوزخ کی آگ سے بھی زیادہ سخت ہوتا ہے سر سے پاؤں تک ساتوں اعضاء اور تمام جسم کو اس طرح جلاتا ہے جیسے آگ خشک لکڑی کو جلادیتی ہے اگر اس وقت جلالیت و جذب کے نور سے قہر و غضب کی نگاہ سے دیکھے تو تحت الثریٰ سے آسمان تک اور قاف سے قاف تک بلکہ دونوں جہانوں کو توحید قدرت الٰہی کی آگ کی تجلی سے جلا کر خاکستر کرسکتا ہے اس بار بردار وجود کے وسیع حوصلے پر صد آفرین کہ اسم اللہ ذات کی توحید کے تصور کی گرمی آتش کو برداشت کرتا ہے اور خلقت کو نہیں ستاتا۔

حسب ذیل آیت شریف کے مطابق اسم اللہ ذات دونوں جہان سے زیادہ بھاری ہے۔ارشاد ربانی ہے۔

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ ۖ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا

(الاحزاب:۷۲)

"بے شک ہم نے اپنی امانت (ذمہ داری) کو پیش کیا آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور وہ اس سے ڈر گئے اور انسان نے اسے اٹھالیا بے شک وہ ظالم بڑا نادان تھا"۔

مثنوی

اسم اللہ بس گران است باربر
اسم را برداشت فقرش زو وتر
اللہ اللہ گفت مردم خاص و عام
ہر کہ کنہش یافتہ عارف تمام

ہر خاص و عام نے اللہ اللہ کہا مگر جس نے اس کی حقیقت کو جان لیا وہ عارف کے مقام پر پہنچ گیا۔

اسم اللہ بر زبان گرد روان
ہر کہ یابد کنہ اللہ شد عیان

اللہ تعالیٰ کا نام زبان پر جاری رہتا ہے جس نے اس کی حقیقت کو پالیا اس پر اللہ تعالیٰ ظاہر ہوگیا۔

ابتداء الله الله انتہا

از تصور اسم الله شد لقا

ابتداء بھی الله ہے اور انتہا بھی الله ہے اسم الله کے تصور میں ہی بقا ہے۔

با تصور ذات بر ذاتش نگر

تا شوی عارف خدا صاحب نظر

اس کی ذات کے تصور سے ذات کو دیکھ تا کہ تو عارف باللہ اور صاحب نظر ہو جائے۔

جب تصور اسم الله ذات کے غلبات کی انتہاء ہو جاتی ہے تو جسم کے ساتوں اعضاء گوشت' رگ و پوست اور مغز اور ہڈیوں میں' بلکہ جسم و جان دونوں میں نور ذات کی تجلیات اثر کر جاتی ہیں اور نور ذات سے اسم یکتا اور یک وجود ہو جاتا ہے اور یگانگت سر سے قدم تک سارے جسم کو اپنی قید کے قبضے میں لے آتی ہے اور تمام نفسانی حجابات' دنیاوی خطرات اور عزت خلق کے حجابات وجود سے اٹھ جاتے ہیں۔ حواس خمسہ ظاہری بند ہو جاتے ہیں اور حواس خمسہ' باطنی کھل جاتے ہیں اور بُرے خصائل دور ہو جاتے ہیں اور چاروں مرغ ذبح اور قتل ہو جاتے ہیں یعنی چاروں نفس امارہ' لوامہ' ملہمہ' مطمئنہ اور شہوت کا مرغ' زینت کا موز' ہوا و ہوس کا کبوتر اور حرص کا کوا' چنانچہ اس آیت کا اشارہ اسی طرف ہے۔

قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ

(البقرہ:۲۹)

"کہا! چار اڑتے والے پرندے لے کر اپنے ساتھ ہلا لے۔"

جب یہ ساری باتیں ہو چکتی ہیں تو اس کے بعد قلب کے ذکر الٰہی کے غلبات سے زبان کھلتی ہے اور جوش و خروش کرنے لگتا ہے اور

مخلوق کی آواز اسے نہیں بھاتی اگرچہ داؤدی گلے کا گایا ہوا ہی خوش آواز سرود کیوں نہ ہو۔ اور مخلوق کے خدوخال کا حسن اسے برا دکھائی دیتا ہے خواہ وہ حسن حضرت یوسف علیہ السلام کا سا ہی کیوں نہ ہو اور نفس قلب کا لباس پہنتا ہے اور باطنی اطاعت کرنے لگتا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ

(الشعرآء:۸۸-۸۹)

"اس دن نہ مال' نہ بیٹے کام آئیں گے مگر جو الله تعالیٰ کے پاس قلب سلیم کے ساتھ حاضر ہوا۔"

اور قلب روح کا لباس پہنے گا اور روح سر کا لباس پہنے گی۔ اس وقت نفس' قلب' قالب' روح اور سر سب کچھ ذکر تسبیح کے ساتھ نور ہی نور ہو جائے گا یہ سب انتہاء کا تفکر ہے ایسا شخص ذات نور کے مشاہدے اور حضور قرب الٰہی کے لائق ہوتا ہے چنانچہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔
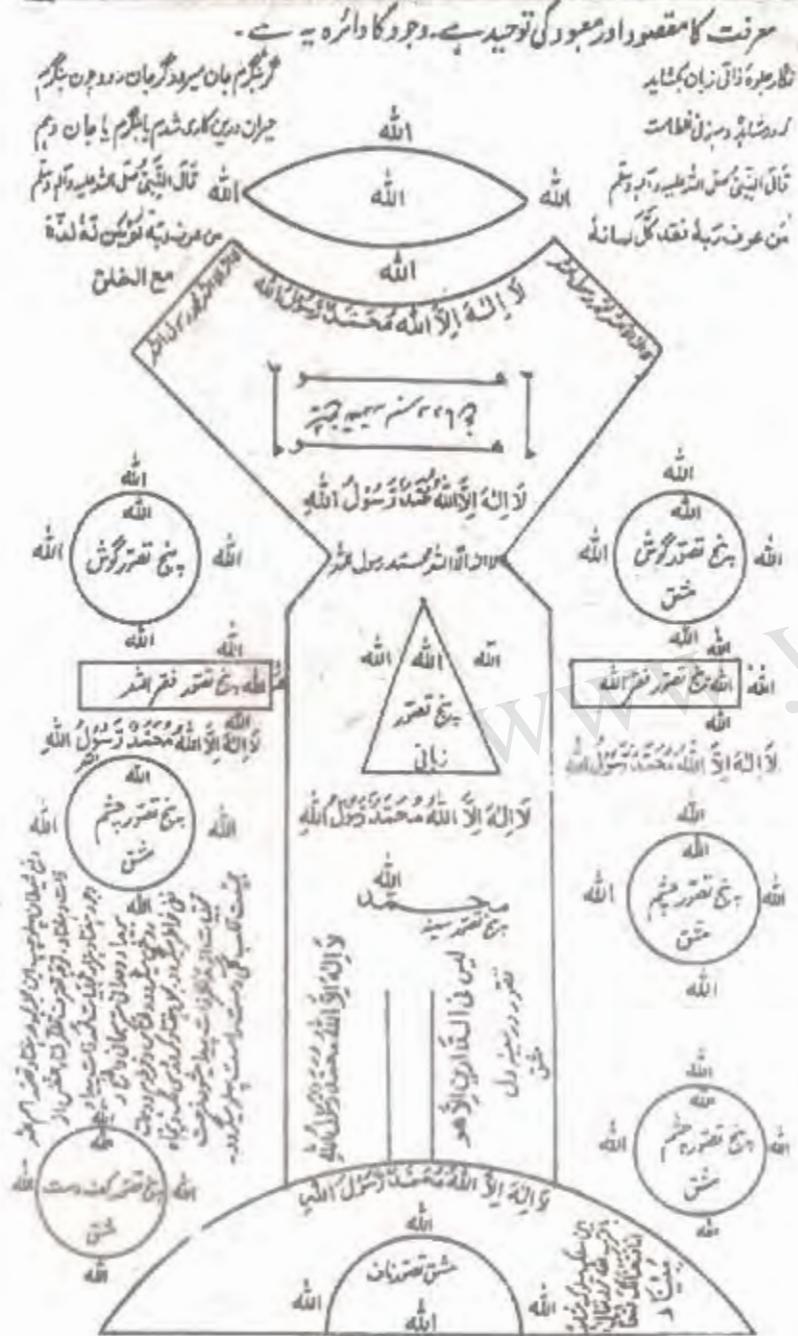
اَلتَّفَكُّرُ سَاعَةٍ خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَيْنِ

(زین الحلم عین العلم از ملا علی قاری رحمۃ الله تعالیٰ علیہ)

"ایک ساعت کی سوچ بچار دونوں جہاں کی عبادت سے بڑھ کر ہے۔"

دوئی کی آنکھ درمیان سے اٹھ جاتی ہے اور یکتائی کی آنکھ سے بلا حجاب الله تعالیٰ کے ساتھ مل جاتا ہے۔

بیت

بدریای محبت راچہ آرائی خطاب

چون حباب از خود تہی شد گشت آب

دریائے محبت میں خطاب آرائی کی گنجائش نہیں۔ جب بُلبُلہ سے ہوا خارج ہو جاتی ہے تو پھر پانی بن جاتا ہے۔

جان لے کہ عام لوگوں سے خزانہ گنج چھپا ہوا ہے اور اس خزانہ گنج میں دین و دنیا کی خالص چاندی بھری پڑی ہے جس کی راہ اسم اللہ ذات کے حاضرات کا تصور ہے اس میں سراسر وحدانیت ہے یہ راہ محض عطائے الٰہی ہے ریاضت سے ہاتھ نہیں آتی یہ ایک راز الٰہی ہے یہ فیض الٰہی بے مجاہدہ اور بے مشاہدہ ہے یہ فضل الٰہی محنت سے ہاتھ نہیں آتا۔ یہ الٰہی خزانہ ہے۔ یہ عطائے الٰہی محنت و مشقت سے ہاتھ نہیں آتی۔ یہ معرفت اور محبت ہے یہ رحمت الٰہی کی راہ ذکر و مذکور سے نہیں بلکہ قرب حضور سے ہے یہ راہ محض لطف الٰہی ہے فکر سے حاصل نہیں ہوتی یہ فنائے نفس ہے یہ راہ اولیائے اللہ کا شرف ہے کوئی دنیا مردار کی طلب نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ میں مستغرق ہونے سے حاصل ہوتی ہے یہ راہ دعوت کی سراگاہ نہیں ہے یہ حضرت محمد مصطفی ﷺ کی مجلس اقدس کی دائمی حضوری سے حاصل ہوتی ہے اس راہ میں قلب زندہ رہتا ہے اور نگاہ تصور پر رہتی ہے اس راہ میں ہرگز رجعت نہیں ہے بلکہ سراسر جمعیت ہے۔ ذات و صفات کے یہ تمام مقامات لوگوں کے ناف نفس سے لے کر قلب اور دماغ تک کی انگشت تفکر سے ستر مشقوں کے ساتھ منکشف اور حاصل ہوتے ہیں اور ان سے کل و جز واضح ہو جاتے ہیں وجود کی مشق مرقوم سے نور محمود کا راز روشن ہو جاتا ہے جو پوری جمعیت معرفت کا مقصود اور معبود کی توحید ہے۔ وجود کا دائرہ یہ ہے۔

معرفت کا مقصود اور معبود کی توحید ہے۔ وجود کا دائرہ یہ ہے۔

قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ

قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ لَمْ یَکُنْ لَہٗ لَذَّۃٌ مَعَ الْخَلْقِ

اللہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

محمد

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

بیت

از تصور اسم جثہ نور شد
باطنش معمور جان مغفور شد

اسم اللہ تبارک تعالیٰ کے تصور سے بدن نور سے پر ہو گیا اس کا باطن معمور اور جان کی بخشش ہو گئی۔

یہ مراتب مقامات کل و جز کے تصور اور وجود کے طے کرنے سے پختہ طور پر حاصل ہوتے ہیں اللہ بس باقی ہوس۔

مثنوی

از خلاف نفس شد این راہ راز
ہر کہ از خود خود فنا شد چشم باز

اس راستہ کا راز نفس کی مخالفت ہے جس نے اپنے آپ کو فنا کر دیا اس کی آنکھیں کھل گئیں۔

انتہاء در ابتداء آمد ختم
شد وجودش نور وحدت نیست غم

انتہاء ابتدا میں آکر ختم ہوتی ہے اس کا وجود نور وحدت میں فنا ہو جاتا ہے اور وہ بےغم ہو جاتا ہے۔

گر ترا طلب است وحدت حق لقاء
از تصور شد بحاصل جان بقاء

اگر تجھ کو (اللہ تعالیٰ کے وصال کی) طلب ہے تو پھر وحدت حق تلاش کر۔ اگر تجھ کو یہ تصور حاصل ہو گیا تو (گویا) حیات جاودانی حاصل ہو گئی۔

اولش از موت مولیٰ یافتن
موت را باخود رفیق ساختن

مرنے سے پہلے مولیٰ کا پانا ہے موت کو اپنا رفیق بنانا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا

"مرنے سے پہلے مر جاؤ۔"

دراصل یہی مقام ہے کیونکہ موت سے ہی فقر کی تکمیل ہوتی ہے۔

کامل قادری کی نشانی

مشق مرقوم وجودیہ کے تصور اور اسم اللہ ذات کے نور محمود کی تاثیر سے تمام جزوی اور کلی علوم کا عالم ہو جاتا ہے جو کامل قادری ہے اسے معرفت الٰہی حاصل ہوتی ہے ہر ایک بات میں کامل ہوتا ہے اسے ریاضت و مشقت کی ہرگز ضرورت نہیں ہوتی۔ وہ تکلیف تقلید اور دکان پریشان کو چھوڑ دیتا ہے وہ ذات الٰہی میں مستغرق رہتا ہے وہ ناقص تقلید سے مکمل طور پر نجات پالیتا ہے کامل قادری کے لیے زندگی اور موت برابر ہو جاتی ہے۔

بیت

تصور درآید شود غرق نور
کہ صاحب تصور بدایم حضور

تصور میں آنا نور میں غرق ہونا ہے کیونکہ تصور کرنے والا ہمیشہ حضوری میں رہتا ہے۔

تصور ہی توفیق ہے اور تصور ہی تحقیق ہے اور صاحب تصور حق

کا رفیق ہے اور تصور ہی قربِ الٰہی کی حضوری کا طریقہ ہے۔

بیت

کہ روشن تصور بہ از آفتاب
حجابش نماند شود بی حجاب

تصور کی روشنی سورج سے زیادہ ہے درمیان میں کوئی پردہ نہیں رہتا تمام حجابات (پردے) اٹھ جاتے ہیں۔

تصور حقیقت میں مجاہدے کے بغیر مشاہدہ ہے۔

بیت

کسی را تصور بتاثیر شد
کہ غالب بکونین آن میر شد

جس کسی کے تصور میں تاثیر پیدا ہوگئی۔ وہ غالب بن کر دونوں جہان کا سردار ہوگیا۔

تصور کے غلبات سے نفس وجود کے اندر غلام، مغلوب، تابع اور فرمانبردار بن جاتا ہے گفتگو کرنے لگتا ہے اور باتیں کرنے لگتا ہے اور باتوجہ تصور سے نفس کی شناسائی حاصل ہوتی ہے اور وہ ہست سے نیست ہو جاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ بِالْفَنَاءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ بِالْبَقَاءِ ط

"جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا، پس اس نے اپنے رب کو

پہچان لیا جس نے اپنے نفس کو فانی سمجھا، پس اس نے اپنے رب کو باقی سمجھا۔"

اور تصور کے غلبات سے قلب کو قربِ الٰہی کی قدرت اور قوت حاصل ہوتی ہے روح کو ذاتِ الٰہی کے نور کی لذت حاصل ہوتی ہے اور قید نفس سے روح خلاصی پاتی ہے اور تصور کے غلبات سے پروردگار کے مختلف اقسام کے تمام انوار و اسرار منکشف ہو جاتے ہیں اور تصور کے غلبات کی وجہ سے فقیر لایحتاج صاحب راز اور بے نیاز ہو جاتا ہے۔

جاننا چاہیئے کہ اسم اللہ ذات اور اسم محمد سرور کائنات ﷺ کی بنیاد کلمہ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ کا تصور ہے۔ اس تصور والے پر پہلے دو علوم منکشف ہو جاتے ہیں۔

۱۔ عبادات اور معاملات کا ظاہری علم
۲۔ معرفت توحیدات اور نور ذات کے مشاہدات کا باطنی علم

سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا۔

اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمُ الْمُعَامَلَةِ وَعِلْمُ الْمُكَاشَفَةِ ط

"علم دو ہی ہیں ایک علم معاملہ اور دوسرا علم مکاشفہ۔"

ابتداء میں صاحب تصور کو چاہیے کہ ظاہری علم کے لیے علمائے ظاہر سے قرآن و حدیث کے بارے میں مباحثہ کرے اور باطنی علم اور معرفت الٰہی حاصل کرنے کے لیے اولیاء اللہ سے مقابلہ کرے جب صاحب تصور انتہاء کو پہنچ جاتا ہے تو وہ علماء اور اولیاء اللہ پر غالب آجاتا ہے کیونکہ اس وقت وہ فقر فنا فی اللہ میں قدم مارنے لگتا ہے جو شخص علوم ظاہری اور باطنی اور قرآن، نص، شریعت اور حدیث کا مخالف ہے اس سے بات بھی نہ کر کیونکہ ایسا شخص ابلیس لعین کا مصاحب ہوتا ہے جو شخص باعمل

عالم اور دینِ محمدی ﷺ میں قوی ہے' وہ ہمیشہ مجلس محمدی ﷺ میں حاضر رہتا ہے بعض اپنے آپ کو جانتے ہیں اور بعض نہیں جانتے اور جو جانتے ہیں وہ مجلس نبوی ﷺ کے حضور میں جمال و وصال سے مشرف ہوتے ہیں اور جو لوگ اپنے آپ کو مجلس قرب میں حاضر نہیں سمجھتے ان کی دُعا کو فرشتے مجلس محمدی ﷺ میں لے جاتے ہیں اور اس دُعا کو حاضر کرتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اسْتَجِبْ دُعَاءِ الْخَیْرِ

''اے پروردگار! تو ہماری دُعائے خیر کو قبول فرما۔''

جاننا چاہیے کہ فقیر کامل سے دو طالب مکمل ہوتے ہیں ایک عالم باللہ۔ عالم باللہ اسے کہتے ہیں جسے تمام علم قرآن و حدیث ازبر ہو اور ان کی تفاسیر سے بھی آگاہی ہو اور جو اپنے باطن کو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم النبیین ﷺ تک کے تمام پیغمبروں کی ارواح سے ملاقات کرائے اور ہر نبی مرسل اصفیاء کی صحبت میں رہے اور جس وقت چاہے خود کو مجلس محمدی ﷺ میں پہنچا دے دوسرے طالب فقیر فی اللہ اس کو کہتے ہیں جس کا نفس ہمیشہ فانی ہو اور ہمیشہ ذات الٰہی کے انوار کے مشاہدہ میں رہے۔

مثنوی

بہ زہر لذت بود لذت لقا
لذت فانی چہ باشد بی بقا

فقیر میں جو لذت اللہ تعالیٰ کی معرفت اور قرب ملاقات میں ہے اس سے بہتر کوئی لذت نہیں بھلا فانی لذت کیا ہوتی ہے وہ تو بے بقا ہوتی ہے۔

یعنی دنیاوی عیش و آرام سب فنا ہو جاتے ہیں اصل دولت تو قرب و معرفت خداوندی ہے۔

گر نبودی وجود اصل خدا
کی رسیدی بذات نور صفا

اگر خدا کا اصل وجود نہ ہوتا تو اس کی ذات کے نور مصفا تک کیسے پہنچتے۔

ذات را از ذات جو باذات گو
غیر ذاتش ہرچہ ہست از دل بشو

ذات کو ذات میں تلاش کر' اس کی ذات کے سوا جو کچھ بھی ہے' اسے دل سے دھو ڈال۔

تا بیابی ذات باذاتش حضور
تا رسی در معرفت توحید نور

تاکہ تو اس کی ذات میں حضوری حاصل کر لے تاکہ معرفت میں توحید کے نور تک پہنچے۔

باھوؒ بہر از خدا ذاتش نما
نفس را بگذار حاضر شد لقا

اے باھو (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ)! اللہ کے واسطے اس کی ذات کو دیکھ نفس کو چھوڑ اور اس کی ملاقات کے لیے حاضر ہو۔

اے جان عزیز! جاننا چاہیے کہ جہاں میں چار لذتیں ہیں' جن سے نفس کو حظ حاصل ہوتا ہے لیکن معرفت اور وصال کے لیے بمنزلہ حجاب کے ہیں۔

اوّل: نفس کا ذوق و شوق سے مختلف انواع و اقسام کے

کھانے کھانا۔

دوم: عورت سے جماع کر کے لطف اٹھانا کیونکہ شہوت نفس پر سوار ہوتی ہے۔

سوم: حکمرانی کی لذت جو مخلوق کے لیے زوال کا باعث ہے۔

چہارم: علم کے دائمی مطالعہ سے لذت کا حاصل ہونا جو لذت کمال ہے۔

یہ چاروں لذتیں نفس کو جان کے برابر عزیز ہیں لیکن جب پانچویں لذت معرفت الٰہی' بقائے نور ذات اور اسم اللہ ذات کے تصور کی لذت آتی ہے تو پہلی چاروں لذتوں کو انسان بھول جاتا ہے ان چاروں لذتوں سے نفس ایسا بیزار اور متنفر ہو جاتا ہے جیسے بیمار کھانے سے۔

ابیات

ہر کہ اشد رہبری حق پیشوا
رفت باطل ہر چہ بیند از لقا

جس کا رہبر پیشوا حق ہوگیا باطل رخصت ہوا' جو کچھ دیکھے گا لقا ہوگا۔

مثل بستہ کی تواند نور را
رفت ازوی ماؤ منی و از چون چرا

نور کو راز سربستہ کی طرح کیسے پوشیدہ رکھا جاسکتا ہے اس سے تکبر و خودپسندی چلی جاتی ہے یہ چون و چرا سے ماورا ہے۔

احتیاجی نیست مرشد راہبر
مدنظرش دائمی باحق نظر

اس کو مرشد راہبر کی حاجت نہیں ہے جس کو ہمیشہ حق مدنظر رکھتا ہے۔

این بہ تعلیم است تلقین از خدا
ظاہر و باطن ہدایت خود نماء

یہ تعلیم اور تلقین اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے کہ ظاہر و باطن کی ہدایت وہ خود کرتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ (القصص:۵۶)

"بے شک یہ نہیں کہ آپ جسے اپنی طرف سے چاہیں ہدایت کر دیں لیکن ہدایت اسے ملتی ہے جسے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔"

جس شخص کو اللہ تعالیٰ اور جناب سرور کائنات ﷺ سے ہدایت حاصل ہے وہ روز ازل ہی سے ملتی ہے یہ فیض فضل الٰہی اور ہدایت باعنایت ہے۔

قطعہ

مرشدی بازید باید خویش را
صورتی آن خویش بخشد جان صفا

مجھے اپنے لیے مرشد کامل کھلاڑی چاہیے تاکہ اس کی صورت تصور جان کو صفائی بخشے۔

طالب بسیار مرشد بیشمار
مرشد حق بخش طالب جان نثار

طالب بھی بہت اور مرشد بھی بہت ہیں۔مرشد برحق عطا کر اور جان نثار مرید۔

سنو! فیض الٰہی کی فراست سے بہت سے علوم فضیلت کے درجے تک حاصل ہو سکتے ہیں اور شاعروں کو صرف خدوخال کا حسن، دانش وعقل، علم بازیک اور احوال کا شعور ہوتا ہے لیکن فقراء کو معرفت، تصوف، توحید اور قرب الٰہی کا علم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے بذریعہ قرب حضوری حاصل ہوتا ہے اگرچہ اہل اللہ اور اولیاء اللہ فارسی زبان و ادب میں خام ہوتے ہیں لیکن ان کے مسلکِ خام میں شہد کی سی مٹھاس اور پوری لذت موجود ہوتی ہے فقراء کی باتیں کن کی کنہ سے ہوتی ہیں اور انہیں الہام الٰہی سے آواز آتی ہے۔ فقراء کو مجمع جمعیت سے نور ایمانی کا مشاہدہ حاصل ہوتا ہے اور مشاہدہ جمال میں مستغرق رہتے ہیں۔

جاننا چاہیئے کہ طالب اللہ کے لیے فرض عین ہے کہ پہلے مرشد کامل کی تلاش کرے خواہ اسے مشرق سے مغرب اور قاف سے قاف تک ہی کیوں نہ ڈھونڈنا پڑے ناقص مرشد تقلیدی ہوتا ہے لیکن کامل مرشد کی ابتداء اور انتہاء ایک ہوتی ہے اسے سلک سلوک کا تصور، قرب مع اللہ کی معرفت، تجلیات ذات کے نور کا مشاہدہ اور حضور کی جانب سیدھی راہ حاصل ہوتی ہے اور ناقص مرشد جس قدر زیادہ مرید کرتا ہے اتنا ہی دنیا اور آخرت میں زیادہ بے عزت اور خوار ہوتا ہے اور معرفت پروردگار کے قرب سے محروم اور خراب ہوتا ہے۔

مرشد کامل خواہ کتنے ہی زیادہ طالب الٰہی کرتا جائے اسے روز بروز اتنا ہی زیادہ قرب فی اللہ کے درجات اعلیٰ حاصل ہوتے ہیں اور انہیں ظاہر و باطن میں ترقی ہوتی ہے اور مقرب حق اور خدا رسیدہ ہو جاتا

ہے یہ امر یقینی ہے ذکر، فکر، مراقبہ، مکاشفہ میں مشغول کرنے والے مرشد بے شمار ہیں ایسے لوگ نفس کی قید میں ہوتے ہیں جو مرشد صاحب درود وظائف و تلاوت، دعوت کنندہ، دائروں کا پر کرنے والا، خلقت اور موکلوں اور جنوں کو مسخر کرنے والے ہیں بہت ہیں اور وہ مرشد جنہیں قرب و معرفت الٰہی اور نور ذات کے مشاہدہ کی جمعیت اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی مجلس کی حضوری حاصل ہے کم ہیں اہل دیدار اور مرشد کامل وہ ہے جو اپنے ظاہر کو تعلیم کرے اور باطن میں مجلس محمدی ﷺ میں تلقین سے سرفراز کرائے۔

یہ سمجھ لینا چاہیئے تعلیم کسے کہتے ہیں؟ اور تلقین کیا چیز ہے؟ تعلیم سے علم ظاہری کی وضاحت ہوتی ہے اور تلقین سے روشن ضمیر ہو کر وہ دونوں جہان پر غلبہ حاصل کرتا ہے حاضرات اسم اللہ ذات سے چاروں تعلیموں کا امیر ہوتا ہے اور ہر ایک تعلیم کے ساتھ باطن میں حضرت محمد سرور کائنات ﷺ سے چار تلقینیں حاصل کرتا ہے ایسا مرشد پہلے طالب اللہ کو حاضرات اسم اللہ ذات کے تصور کی تعلیم دیتا ہے اور باطن میں توجہ باطنی کے ذریعے مجلس محمدی ﷺ کے حضور میں لے جاتا ہے اور خود جناب حضور ﷺ اسے تلقین سے سرفراز فرماتے ہیں اور جو نفسانی شیطانی حجابات ہوتے ہیں وہ وجود سے بالکل اٹھ جاتے ہیں دل سے سراپردہ اٹھ جاتا ہے اور ازل سے ابد تک کا تماشا دکھائی دیتا ہے اور عین بعین دکھلا دیتا ہے طالب اللہ کے ظاہر کو قدرت سے علم ظاہری کی تعلیم دیتا ہے اور باطن میں خلق محمدی ﷺ کی تلقین کرتا ہے ظاہر میں علم اور باطن میں دلی اطمینان اور جمعیت بخشتا ہے علم و دانش کے مطالعہ میں باشعور اور مجلس نبوی ﷺ میں ہمیشہ باشعور، یہ مراتب مبتدی قادری کے ہیں دوسرے مرتبہ میں کامل مرشد

سے طالب کو حاضرات اسم اللہ ذات کی تعلیم ۔ تصور عظیم کے ذریعے
طالب اللہ کو مجلس محمدی ﷺ کی حضوری سے مشرف کرتا ہے اور اسے
آنحضرت ﷺ (خُذْ بِیَدِیْ) (میرا ہاتھ پکڑ) فرما کر تلقین کرتے ہیں اور
جو کچھ باطن میں حکم ہوتا ہے حضور ﷺ سے اس کی وضاحت پالیتا ہے ظہور
اسی بات کا نام ہے باطنی مراتب سے معمور اور وجود مغفور ہو جاتا ہے اس
قسم کی فتوحات قادری طالب کے نصیب میں ہوتے ہیں۔

اور تیسرے مرتبہ میں کامل مرشد طالب اللہ کو اسم اللہ ذات اور
تفکر اور تصرف سے تعلیم کرتا ہے اور باطنی نظر سے مجلس محمدی رسول اللہ
ﷺ سے تلقین دلاتا ہے اور نوازش کرتا ہے اور توحید فی اللہ کے دریا میں
غرق کرتا ہے اور طالب کو جناب سرور کائنات ﷺ کی تلقین نظر سے فنا فی
النفس اور نور ذات سے دائمی مشرف بنا دیتا ہے اور بقائے الٰہی کے مشاہدہ
میں عارف باللہ بنا دیتا ہے اہل راز فقیر لایحتاج اور بے نیاز ہوتا ہے۔

اور چوتھے مرتبے میں مرشد کامل طالب اللہ کو معرفت توحید سے
توجہ کے ساتھ حاضرات اسم اللہ ذات کے تصور کلی کی تعلیم دیتا ہے اور
باطن میں مجلس محمدی ﷺ کی حضوری سے مشرف کرتا ہے اور حضرت نبی
کریم ﷺ لطف و کرم اور توجہ سے اسے بغل میں لیتے ہیں یا صرف نگاہ
سے فضل کے مراتب عنایت کرتے ہیں اور یقین اور تصدیق سے یہ امور
اسے معلوم ہوتے ہیں پھر وہ سلطان الفقر کے حوالے ہوتا ہے پھر نور رحمت
الٰہی کا فیض اور قرب الٰہی کی حضوری ملتی ہے۔

اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ ۔

جب فقر انتہائی درجے کو پہنچ جاتا ہے تو ذات میں ذات مل جاتی
ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ

''فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔''

ارشاد خداوندی ہے۔

رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ

(القصص، ۲۴)

''اے میرے رب واقعی میں اس خیر و برکت کا جو تو نے میری
طرف اتاری ہے محتاج ہوں۔''

جو کامل فقیر طالب اللہ کو ایک گھڑی میں یہ چاروں مراتب،
چاروں تعلیموں اور چاروں تلقینوں کے ساتھ عطا کرتا ہے وہ لائق ارشاد
ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو فوراً طالب اللہ کو اس سے دور ہو جانا چاہیے کیونکہ
مرشد خام فساد کا موجب ہے جو صاحب قصہ و افسانہ ہے وہ فقر کی راہ کی
باطنی معرفت نہیں جانتا وہ بیگانہ ہے۔ طالبی اور مرشدی کوئی آسان کام
نہیں ہے مرشد اور طالب کے مراتب میں حضوریت کا مشاہدہ پروردگار کا
بھاری راز ہے۔

سنو! مرشد خام تیلی کا بیل ہے۔ کامل مکمل اور اکمل مرشد تمام
طبیعتوں کا جامع ہوتا ہے اس کی قید میں تمام چھوٹے بڑے مقامات
ہوتے ہیں طالبوں کے لیے ریاضت اور مجاہدہ راہزن ہوتے ہیں۔ کامل
مرشد ابتداء اور انتہاء میں طالب کو ایک ہی بات میں حضوری مشاہدے کی
معرفت قرب الٰہی تک پہنچا دیتا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ اس کا کلام کُنْ کُنْ سے ہے پس وہ اسے کہتا
ہے ہو جا اور وہ ہو جاتا ہے وہ نام و ناموس کے خواستگار مرشد بے شمار

ہیں۔ اور مرشد کامل' عالم باللہ اور فقیر فی اللہ جہان میں کم ہیں۔ تصور کے سلک سلوک کی ابتداء اور انتہاء حضوری ہے۔ مرشد کامل' صاحب تصور کل الکلید کو چاہیے کہ ایک دم میں طالب پر ابتداء اور انتہاء منکشف کر دے اگر مرشد ایسا کامل ہو تو طالب اللہ کا یقین بالکل درست ہو جاتا ہے۔

حدیث

اَلطَّالِبُ عِنْدَ الْمُرْشِدِ كَالْمَيِّتِ بَيْنَ يَدِ الْغَاسِلِ ؕ

''مرشد کے ہاتھ میں طالب اس طرح ہوتا ہے جیسے مردہ نہلانے والے کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔''

جاننا چاہیئے کہ اگر کسی کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی دنیاوی محبت ہو تو خواہ روئے زمین کے تمام اولیائے کرام رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ایک جگہ جمع ہو کر چاہیں کہ معرفت الٰہی کی محبت کا ذرہ اسے عطا کریں تو ہرگز نہیں کر سکتے۔ پس معلوم ہوا کہ جس قدر کسی کے دل میں دنیاوی محبت ہوگی' اسی قدر وہ نفاق' جھوٹ' طمع' خود پسندی' حرص' حسد' خواہش اور غرور کا مجموعہ ہوگا جناب سرور کائنات' حضرت محمد ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ عَنِ الْكِبْرِ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ ؕ

(صحیح مسلم' ج ا ص ۶۵)

''جس کے دل میں ذرہ بھر بھی تکبر ہوگا وہ ہرگز جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

دل کی پاکیزگی اور صفات قلب کا علاج یہ ہے کہ اسم اللہ ذات

کے تصور کی مشق مرقوم ہمیشہ کرے۔ اس سے طمع' حرص' خود پسندی اور غرور وغیرہ تمام ناشائستہ صفات دفع ہو جاتی ہیں اور خطرات کا خناس خرطوم مر جاتا ہے جس کسی کا قلب اسم اللہ ذات کے تصور کے غلبات سے چاک ہو جاتا ہے تو وہ خناس' خرطوم اور شیطان کے غلبہ سے نجات پا لیتا ہے اور اخلاص سے ہمیشہ اللہ کے ہمراہ رہتا ہے ایسا روشن ضمیر شخص نفس پر حکمران ہوتا ہے یہ ہے مشق وجودیہ جو کامل فقیر طالب کی ابتداء ہے۔

اس کا مطلب یہ کہ اسم اللہ ذات کے تصور کے حاضرات کی تعلیم سے طالب اللہ کی قابلیت میں اضافہ ہو جاتا ہے وہ روشن ضمیر ہو جاتا ہے اس کا قلب عین العیان سے قبور کے حالات کو دیکھتا ہے اللہ تعالیٰ کے مدنظر رہتا ہے اور اس کی بارگاہ میں مقبول ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے روبرو رہتا ہے اور مطلق عارف باللہ بن جاتا ہے عرش سے تحت الثریٰ تک اور جو کچھ دنیا اور آخرت کے خزانے سب اس کے روبرو حاضر ہو جاتے ہیں اس کا دل دنیا و آخرت کا تماشا دیکھنے سے بیزار ہو جاتا ہے اور وہ لایحتاج ہو جاتا ہے وہ فقیر مرد ہوتا ہے دنیا کا طالب مردمخنث' عقبیٰ کا طالب مونث اور مولیٰ کا طالب مذکر ہوتا ہے۔ بعد ازاں ہر طرح سے اس کے دل کو سکون حاصل ہوتا ہے اور نفسانی خصلت بالکل مر جاتی ہے پھر توجہ رواں ہو جاتی ہے دینی اور دنیاوی کاموں میں اس کی توجہ ایسی موثر اور رواں ہوتی ہے کہ وہ جس شخص کی طرف توجہ کرتا ہے اس کا کام روز بروز ترقی پر ہوتا ہے اور وہ ترقی قیامت تک متواتر جاری رہتی ہے اسی کو توفیق کلی کہتے ہیں جس کو تحقیقی طریق سے صحیح توجہ کا یہ طریقہ آتا ہے اس کو کیا حاجت ہے کہ وہ دنیاوی درموں اور اہل دنیا کے لیے دعا کرے اور دعوت پڑھے۔ یہی ولایت ہدایت کا انتہائی مرتبہ۔

ارشاد خداوندی ہے۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی ؕ

(طٰہٰ:۴۷)

''اور اس پر سلام ہو جو ہدایت کی اتباع کرے۔''
ایسا شخص عارف باللہ ہے اللہ بس باقی ہوس۔

بیت

باہُوؒ کاملاں را نیست مشکل راز راہ
طالبان را میر سانند یک نگاہ

''اے باہو رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ! راستوں کا راز کاملوں کے لیے مشکل نہیں۔'' طالبان حق کو ایک ہی نظر سے منزل مقصود پر پہنچا دیتے ہیں۔

جاننا چاہیے کہ فقیر کامل ولی اللہ عارف باللہ اسم اللہ ذات کے تصور والا عین بعین دیکھتا ہے اسے چلہ کرنے سے شرم آتی ہے اور حجرے میں بیٹھنے سے نفس میں ریا پیدا ہوتی ہے خلوت میں بیٹھنے سے خطرات کا خلل ہوتا ہے منتہی کامل کو ان باتوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ دنیا نفس اور شیطان لعین پر غالب ہوتا ہے۔

ابیات

خلوتی خلل است حجرہ باحجاب
عین بینارا نباشد این عذاب

تنہائی خلل ہے حجرہ پردہ ہے دیکھنے والی آنکھ کو یہ عذاب نہیں دیا جاتا۔

ہر کہ در توحید غرقش بانبیﷺ
دل باحضوری خلوتش قرب از قوی

جو کوئی توحید و رسالتﷺ میں غرق ہے اس کے دل کی حضوری خلوت ہے وہ اللہ تعالیٰ سے نزدیک تر ہے۔

بیحسابش خاصگان ہم بی حجاب
ہر کہ در زندان خلوت شد خراب

خواص لا تعداد اور بے حجاب بھی ہیں جو کوئی خلوت کی قید میں گیا وہ خراب ہوگیا۔

باہوؒ بہر از خدا ہمراز کن
ہم راز را آواز کن از کن سخن

اے باہو (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ)! خدا کے واسطے ہمراز بنا لے اور ہمراز کو آواز دے کہ کُنْ فَیَکُوْنُ کے تحت کلام کرے۔

ارشاد خداوندی ہے۔

یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ

(مریم:۳۵)

''اسے یہی کہتا ہے کہ ہو جا پس وہ ہو جاتا ہے۔''

اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ ؕ

''جب فقیر انتہائی درجے پر پہنچ جاتا ہے تو ذات میں مل جاتی ہے۔''

وہ کُنہ کُن کی باتیں کرتا ہے یعنی فقیر جس چیز کو کہتا ہے کہ امر اللہ تعالیٰ سے ہو جا' وہ ''فی الفور'' ہو جاتی ہے بشرطیکہ فقیر صاحب سخن کو کن کے ہر مقام اور توحید معرفت کی خبر ہو' قرب الٰہی حاصل ہو' نور الٰہی میں

غرق ہو اور فنا فی اللہ ہو اور فقیر صاحب کن عین العیاں بات اور جواب باصواب حق کی حضوری میں غرق ہو کر کرتا ہے اور بارگاہ الٰہی میں التماس ہی کرتا ہے اس کی بات جو کچھ ہونے والا ہے اس کے متعلق قلم نے لکھ دیا ہے اور خشک بھی ہو چکا ہے۔" کی طرح ہوتی ہے گویا قلم کی زبان اس کے منہ سے نکلتی ہے کلام کے ذریعے ازل کی سیاہی دوات کے منہ سے گراتا ہے ایسی بات کی تاثیر دن بدن ترقی پر ہوتی ہے اور محشر تک مسدود نہیں ہوتی جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

لِسَانُ الْفُقَرَاءِ سَيْفُ الرَّحْمٰنِ ط

"فقیروں کی زبان اللہ تعالیٰ کی تلوار ہوتی ہے۔"

کہ فقیروں کی زبان منہ' قلب اور روح کی زبانیں سراسر بھید ہو جاتی ہیں اسم اللہ ذات کے تصور سے عالم باللہ' فقیر فی اللہ اور فانی النفس ہمیشہ مشرف بلقائے حق ہو جاتا ہے اہل مشاہدہ' معرفت اور اہل تصوف فقیر کو موکل کی آواز سننے کی حاجت نہیں ہوتی طالب دیدار عین بعین دیدار الٰہی کرتا ہے اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس۔

قطعہ

رزق دانی چیست برسد از خدا
بہر لقمہ چون بہر در این گدا

کیا تجھے معلوم ہے رزق اللہ تعالیٰ کی جانب سے آتا ہے تو پھر یہ فقیر لقمہ مانگنے کے لیے ہر دروازے پر کیوں جاتا ہے؟

گر بہ درش قدمی رود صاحب نظر
نظر عارف کیمیا و سیم و زر

اگر اس کے دروازے پر صاحب نظر قدم رکھ دے تو عارف کی نظر کیمیا اور سونا چاندی ہے۔

خدا بگرداند مرا بہر از کرم
گر روم یا می نشینم نیست غم

اللہ تعالیٰ مجھے اپنے فضل و کرم سے (اگر رزق کے لیے) پھراتا ہے تو چاہے' میں جاؤں یا بیٹھوں' کوئی غم نہیں ہے۔

نفس را رسوا کنم بہر از گدا
بر درش قدمی برم بہر از خدا

گداگری کے لیے میں نفس کو ذلیل کرتا ہوں' میں اس کے دروازے پر خدا کے لیے جاتا ہوں۔

زیر قدم فقر گنج بیکران
قدم فقر برسر شاہ جہان

فقیر کے قدم کے نیچے لاتعداد خزانہ ہے فقیر کا قدم جہان کے بادشاہوں کے سر پر ہے۔

فقیر راز حق بحق یا بدحق
در مطالعۂ فقر لوح دل یک ورق

فقیر راز (خداوندی) ہے حق حق کو پالیتا ہے فقر کے مطالعہ میں دل کی تختی ایک ورق ہے۔

از تصور اسم اللہ جان صفا
از تصور اسم اللہ شد لقا

تصور اسم اللہ ذات سے جان کی صفائی ہو جاتی ہے تصور اسم اللہ ذات سے اللہ کا دیدار نصیب ہوتا ہے۔

کی تواند بست صورت بی مثال

ہر کہ صورت را بہ بیند در زوال

بے مثال کی صورت کون بنا سکتا ہے جو کوئی اس کی صورت کو دیکھتا ہے' وہ زوال دیکھتا ہے۔

باہو! بانظر اللہ چو دل بیدار شد

بیدار دل را دائمی دیدار شد

اے باہو رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ! جب اللہ تعالیٰ کی نظر توجہ سے دل بیدار ہوا تو زندہ دل کو ہمیشہ کا دیدار حاصل ہوا۔

معرفت کسے کہتے ہیں؟ شناسائی اور پہچان کو کہتے ہیں جس نے پہچان لیا اس نے دیکھ لیا وہ ذات نور کی توحید کو پہنچ گیا اس نے مشاہدۂ معرفت دیدار کی لذت چکھ لی جو عارف باللہ معرفت الٰہی حاصل کر لیتا ہے اس کے دل معرفت کی آنکھیں ہمیشہ کے لیے مشرف بہ دیدار الٰہی ہوتی ہے وہ باادب' خاموش اور شریعت میں ہوشیار ہوتا ہے معرفت کے یہ مراتب عالم باللہ اور فقیر ولی اللہ کو حاصل ہوتے ہیں جو تصور' تفکر اور تصرف سے طالب کو پہلے ہی دن عالم باللہ بنا دیتا ہے اور اولیاء اللہ کے تفکر' تصور' تصرف اور توجہ سے طالب پہلے ہی روز اولیاء اللہ کے رتبہ پر پہنچ جاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ

"جس نے اپنے رب کو پہچان لیا پس اس کی زبان گونگی ہوگئی۔"

ارشاد خداوندی ہے۔

"اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ

یَحْزَنُوْنَ

(یونس:۶۲)

"بے شک اللہ تعالیٰ کے اولیاء پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ وہ غم زدہ ہوں گے۔"

حدیث قدسی

دَعْ نَفْسَکَ وَتَعَالِ

"اپنے نفس کو چھوڑ دے اور اللہ تک رسائی حاصل کرلو۔"

دنیا نجس' مردار اور شیطان مردود ہے۔

مثنوی

تا نہ بینم باچشم باور کجا

دیدۂ بیدار بیند سر ہوا

جب تک میں اپنی آنکھ سے نہ دیکھوں تو یقین کہاں؟ بیدار آنکھ نفسانی خواہشات کے مطابق دیکھتی ہے۔

این چشم پُر آب خون خراب بر

چشم نورش معرفت نور از نظر

یہ آنسوؤں اور خون سے بھری ہوئی آنکھ نیند لے گئی اس کی آنکھ کا نور نور معرفت کی نظر سے ہے۔

ہر طرف بینم بیابم ذات نور

یک نظر عارف برد باحق حضور

جس جس طرف میں دیکھتا ہوں اس (خدا)، کی ذات کا نور نظر

آتا ہے عارف کی ایک ہی نظر حق کے حضور میں لے جاتی ہے۔

گر توجہ میکند آن اہل راز
فقر لا یحتاج گردوبی نیاز

اگر وہ راز دار توجہ کر دے' تو فقیر بے احتیاج اور بے نیاز ہو جاتا ہے۔

چشم دو عین است آخر شددو عین
از دوئی برخیز یکتا جان بین

چشم دو آنکھیں ہیں۔ آخر وہ دونوں ایک ہو گئیں دوئی کا پردہ اٹھا دے تو دونوں جانیں ایک ہو جاتی ہیں۔

شد بسد سکندری خود درمیان
درمیان خود رفتہ شد عین العیان

سدا سکندری تو نے خود درمیان میں رکھی ہے اس کو درمیان سے ہٹا دے تو عین العین ہوگا۔

پردہ بیرون آمدن حکمت نما
غرق شوبا اسم اللہ دل صفا

پردے سے باہر آنا' حکمت دیکھنا ہے اسم اللہ میں ڈوب جا' دل صاف ہو جائے گا۔

ذکر فکر پردہ شد علمش حجاب
ذکر راہگذار مذکورش بیاب

ذکر وفکر پردہ اور علم حجاب ہے' ذکر کو چھوڑ' مذکور کو حاصل کر۔

ذکر بی مذکور گردو صد حجاب
غرق فی التوحید فی اللہ کامیاب

ذکر بغیر مذکور کے ایک سو پردے بن جاتا ہے اللہ تعالیٰ کی توحید میں غرق ہو کر کامیابی حاصل کر۔

غرق باعین است عین از غرق بین
تاشوی عارف خدا دیدار بین

غرق عین کے ساتھ ہے غرق ہو کر عین (ذات خدا) کو دیکھ لے تاکہ تو عارف خدا ہو جائے اور اس کا دیدار (الٰہی) کر سکے۔

مرد طالب' دم کا ہمدم' قلب وروح سے یادیدار اور مشتاق ہوتا ہے۔
اور نور روئے اشتیاق ھَلْ مِنْ مَّزِیْد پکارتا ہے۔

بیت

نظر بر دیدار دل دیدار در
دل نظر یکتائی نظار تر

دل پر نظر رکھنا دروازے کا دیدار ہے دل کی نظر اس یکتا (اللہ تعالیٰ) کے نظارہ سے تر ہے۔

اگر تجھے فقر کی نگاہ حاصل ہے تو دیدار کا رخ کر ورگرنہ اہل دیدار فقر کا گلہ اور انکار نہ کر ورنہ تو دونوں جہان میں ذلیل ورسوا ہوگا۔

بیت

خندہ ھابر سینۂ صافان میکنی ہشیار باش
ہر کہ بر آئینہ خندد ریش خندی خود کند

صاف دل لوگوں کا تو مذاق اڑاتا ہے ہوشیار ہو جا جو کوئی آئینے کو دیکھ کر ہنستا ہے وہ اپنی ہنسی خود اڑاتا ہے۔

اگر مادر زاد اندھے کو ہزار مرتبہ سورج اور آئینہ دکھایا جائے تو بھی

اسے کچھ دکھائی نہیں دیتا مردہ دل تالب گور اندھا ہی رہتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے۔

وَمَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى

(بنی اسرائیل: ۱۷:۷۲)

''اور جو شخص اس دنیا میں اندھا رہا وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا۔''

بیت

چشم باطن معرفت بادل نظر
چشم ظاہرواشتند ہم گاؤخر

باطن کی آنکھ معرفت کے ساتھ دل پر نظر رکھنا ظاہر کی آنکھ گائے اور گدھے پر نظر رکھنا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى

(سورہ نجم:۱۷)

''نگاہ نہ کسی طرف پھیری اور نہ حد ادب سے آگے بڑھی۔''

یعنی صاحب کمال ظاہری نظر سے کچھ بھی دیکھے مگر ذکر خداوندی سے کبھی غافل نہیں ہوتا۔

بیت

دنیا راہگذار و عقبیٰ را مبین
نظر بر اللہ بود عارف یقین

دنیا کو چھوڑ اور عقبیٰ کو بھی نظر میں مت رکھ۔ عارف کی نظر تو یقینی طور پر اللہ پر ہوتی ہے۔

اگر کسی تصنیف کا مصنف عارف باللہ فقیر کامل نفس پر حکمران ہے تو اس تصنیف کے مطالعہ سے وجود میں کلی تاثیر ہو جاتی ہے اور پڑھنے والا روشن ضمیر ہو جاتا ہے اس کے دل کی آنکھ کھل جاتی ہے اور خود بانظر خداوندی عامل کامل اور نفس پر حکمران ہو جاتا ہے اگر مصنف کی تصنیف میں تاثیر کلی ہو تو اس کے مطالعہ سے معرفت الٰہی حاصل ہوتی ہے اور تجلیات ذاتی کا مشاہدہ ہوتا ہے نیز قرب الٰہی اور مطلق وصال نصیب ہوتا ہے۔

بیت

ہیچ علمی بہتر از تفسیر نیست
ہیچ تفسیری بہ از تاثیر نیست

تفسیر قرآن سے بہتر کوئی علم نہیں ہے اور تاثیر (عالم باعمل) سے بہتر کوئی تفسیر نہیں ہے۔

اگر عالم صاحب تفسیر بے تاثیر ہے تو وہ سراسر فسادی ہے اور اگر چلہ کرنے والا بے تاثیر اور بے تفسیر ہے تو رجعت کھا کر مرتے وقت دیوانہ یا کافر ہو جائے گا جو کوئی جاہل ہے وہ عارف فقیر نہیں ہے اور جو کوئی فقیر ہے وہ جاہل نہیں ہے۔

بیت

علم را آموز از مہد تا لحد
انتہائی نیست علمش تا حد زحد

علم کو پنگھوڑے سے قبر تک حاصل کر۔ ایک حد سے دوسری حد تک علم کی انتہا نہیں ہے۔

علم جان کا مونس ہے جاہل فقیر شیطان کا ساتھی ہے۔

بیت

علم ظاہر شیر باطن شد شکر
ہر دو را آمیز بہ از شہد تر

علم ظاہر دودھ اور باطن شکر ہے دونوں (ظاہر و باطن) کو ملا لے تاکہ شہد سے بہتر ہو۔

دعوت پڑھنے کے لائق وہ شخص ہے جو عامل' کامل' وجود مغفور ہو اور اسے قرب الٰہی حاصل ہو۔ اور عین العیانی ہو وہ صاحب توفیق و توجہ اور صاحب تصور تحقیق ہو۔ نیز صاحب تصرف اور صاحب تفکر تصدیق ہو۔

صدیق وہ ہے جو فنا فی اللہ' عارف باللہ اور اسم اللہ ذات میں ڈوبا ہوا ہو اور مشاہدۂ باطنی میں نور ذات الٰہی کی تجلیات اس پر ہوتی ہوں۔ ہر وہ شخص اس بات کے لائق ہے کہ اولیاء اللہ روحانی اور اہل قبور کی قبروں پر دعوت پڑھ سکے جب کامل صاحب دعوت کسی ایسی قبر پر جائے جس میں کار روحانی بمنزلہ تیغ برہنہ ہو' اور وہ قبر کے نزدیک بیٹھ کر قرآن مجید سے سورۂ ملک اور یا سورۂ یٰسین اور یا سورۂ مزمل یا جس قدر قرآن پاک اسے حفظ ہو پڑھے اور دل سے روحانی کی طرف متوجہ ہو اگر دعوت پڑھنے والا غالب ہے تو پڑھے روحانی ہاتھ باندھ کر اس کے سامنے کھڑا ہوگا اور باادب ہو کر قرآن مجید سنے گا اور اگر پڑھنے والا ناقص ہے تو روحانی ایک ہاتھ یا ایک بالشت کے فاصلے پر روبرو باادب بیٹھ کر قرآن مجید سنے گا اور اس وقت دعوت کا پڑھنے والا لاعلمی ترکیب اور

ترتیب سے اس روحانی کو قید کر لے گا جو ساری عمر اس کی قید سے ہرگز رہائی نہ پائے گا جہاں چاہے گا وہ روحانی حاضر ہو جائے گا صاحب باطن' عارف باللہ ناظر اولیاء اللہ میں سے ایک روحانی میں اس قدر قوت اور توفیق ہے کہ اگر تمام جہان جن' انس اور فرشتے اور جو کچھ روئے زمین پر ہے' ایک جگہ جمع ہوں تو وہ روحانی ان تمام عالم زندہ پر غالب آئے گا اور اگر صاحب دعوت دعوت باترتیب پڑھے گا تو تمام انبیاء کرام علیہم السلام' صحابہ کرام علیہم الرضوان' اولیاء کرام علیہم الرحمٰن' غوث' قطب' شہید' ابدال' اوتاد' فقیر' درویش' عارف' ولی' مومن' مسلمان حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تک کے اور پھر حضرت محمد ﷺ سے لے کر روز قیامت تک تمام روحانیت اس کے گردا گرد صف باصف کھڑے ہوں گے اور وہ سب کے ساتھ مصافحہ کرے گا اور مجلس کی ملاقات اسے زندگی اور موت دونوں میں تمام عمر نصیب ہوگی۔ اس قسم کی دعوت پڑھنا صاحب عیاں کو شایاں ہے یہی وجہ ہے کہ عین العیاں کے لیے قبروں پر دعوت پڑھنا اور قرآن شریف کی برکت اور حکم الٰہی سے تمام ارواح کو قید کرنا مناسب اور موزوں ہے۔ جو اہل دعوت کامل یہ راہ نہیں جانتا' اسے دعوت پڑھنا ہی نہیں آتی۔ جو فقیر اہل دعوت' اہل سور اور غالب ہو کر قبروں کی روحوں کو تکلیف پہنچائے گا وہ دنیا و آخرت دونوں جہانوں میں ذلیل و خوار ہوگا۔ جان لینا چاہیے کہ خاموشی کی بھی چار قسمیں ہیں۔

خاموشی کی قسم اول یہ ہے کہ اہل دنیا متکبر و ظالم نفسانی تکبر کی وجہ سے غریب عاجز' مظلوم' مسکین اور فقیر کے ساتھ ہم کلام نہیں ہوتا۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مَظْلُوْمًا وَّلَا تَجْعَلْنِیْ ظَالِمًا ط

"اے اللہ تعالیٰ! تو مجھے مظلوم بنا نہ کہ ظالم"

حدیث

اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِ ط

"پروردگار! مجھے مسکین رکھ اور دنیا سے مسکین ہی اٹھا اور قیامت کے دن بھی مسکینوں کے ساتھ ہی میرا حساب کتاب ہو"

اور غریب وہ ہے جس کے وجود میں غلطی، غیبت، غلاظت، غضب اور غصہ نہ رہے اور شکستہ اسے کہا جاتا ہے جس نے اطاعت الٰہی کا طوق گلے میں پہنا ہو اور ہر اولیاء اللہ کو مسکین نام کا خطاب رب الارباب کی طرف سے ہے۔

خاموشی کی دوسری قسم یہ ہے کہ عیب پوشی کی خاطر خاموشی اختیار کرنا ایسی خاموشی خود فروشی اور دکانداری ہے۔ ایسا دکاندار ظاہر باجمعیت ہوتا ہے لیکن باطن میں وہ بے معرفت اور پریشان رہتا ہے۔ ایسی درویشی سراسر مکروفریب ہے ایسی خاموشی کا علم حلیمی اور سلیمی بڑے آدمیوں کا جال ہے۔

سوم! وہ خاموشی جو زندہ قلب و دل کے تفکر، ذکر، فکر، مراقبہ اور دل کی طرف متوجہ ہونے سے ہوتی ہے یعنی وہ قلب جو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہتا ہے اور اس کے کُنْ فَیَکُوْنَ کے الہام اور الست کے پیغام لیتا ہے خاموشی اس کی ٹھیک ہے جو عین در عین اور مقرب رحمان ہے۔

ارشاد خداوندی ہے۔

اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی

(طٰہٰ:۵)

"رحمٰن عرش پر جلوہ افروز ہوا"

بیت

عرش اکبر دل بود از دل بہ بین
نظر حق بر دل بود حق الیقین

دل سے دیکھ، دل عرش اعظم ہے یہ بات یقیناً سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نظر دلوں پر رہتی ہے۔

چہارم! اس شخص کی خاموشی، جس کی جان شوق الٰہی کی آگ سے کباب ہو گئی ہو اور خلقت شیطان اور دنیا کو فراموش کر کے معرفت فی اللہ میں محو ہو ایسی خاموشی عارف باللہ کے لیے فرض عین ہے جو توحید ذات میں غرق ہو اور جسے نور ذات کا دیدار حاصل ہو ایسی خاموشی اللہ تعالیٰ کے ساتھ خلوت ہے اس میں باطن مست اور ظاہر شریعت میں ہوشیار رہتا ہے اور بدعت اور غیر شرعی باتوں سے ہزار بار استغفار کرتا ہے اسی کو ذکر ذوق لازوال اور ذکر اللہ یگانہ کہتے ہیں اور بہت زیادہ لایعنی کلام کرنے والے کو رجعت لاحق ہوتی ہے ناقص کو معرفت اور حکمت حضوری کی باتیں نہیں بتانی چاہئیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

لَا تُکَلِّمُوْا کَلَامَ الْحِکْمَۃِ عِنْدَ الْجُھَّالِ ط

"جاہلوں کے پاس دانائی کی باتیں نہ کیا کرو"

یعنی جو شخص علم تصوف، علم باطن اور وصال معرفت الٰہی سے

جائل ہے۔

حدیث

مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ

''جس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا اس کی زبان گونگی ہو گئی۔''

حدیث

اَلسَّكُوْتُ رَأْسُ الْاِسْلَامِ

''خاموشی اسلام کا سر یعنی بنیاد ہے۔''

ایک اور حدیث میں ہے کہ جو خاموش رہا اُس نے چھٹکارا پالیا۔

حدیث

اَلسَّكُوْتُ تَاجُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمَنْ سَكَتَ سَلِمَ نَجَا
اَلسَّكُوْتُ قُرْبُ الرَّبِّ اَلسَّكُوْتُ اَنِيْسُ الرَّحْمٰنِ
اَلسَّكُوْتُ مَعَ اللّٰهِ قَالَ الْقَلْبُ اَلسَّكُوْتُ اَحْيَاءُ
الْعُلُوْمِ اَلسَّكُوْتُ خَيْرٌ اَلسَّكُوْتُ مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ
اَلسَّكُوْتُ حِصَارٌ مِّنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ اَلسَّكُوْتُ
الْحِكْمَةِ اَلسَّكُوْتُ سَلِيْمُ الْقَلْبِ اَلسَّكُوْتُ
يُمِيْتُ النَّفْسَ اَلسَّكُوْتُ يُحْيِي الْقَلْبَ
اَلسَّكُوْتُ سَلَامَةُ الرُّوْحِ اَلسَّكُوْتُ نُوْرُ الْهُدٰى

اَلسَّكُوْتُ ثَمْرَةُ الْاِيْمَانِ اَلسَّكُوْتُ نَجَاتُ
الْخَلْقِ اَلسَّكُوْتُ خَلْوَتُ التَّوْحِيْدِ اَلسَّكُوْتُ
جَامِعُ الْجَمْعِيَّتِ

''خاموشی مومن کا تاج ہے اور جو خاموش رہا وہ سلامت رہا اور جو سلامت رہا وہ نجات پا گیا' خاموشی قرب الٰہی ہے۔ خاموشی انیس رحمانی ہے اللہ سے خاموشی قلب کا قول ہے۔ خاموشی علوم کو زندہ کرتی ہے خاموشی بہتر چیز ہے خاموشی بہشت کی چابی ہے خاموشی شر شیطان سے بچنے کے لیے بمنزلہ قلعہ ہے۔ خاموشی حکمت کی چابی ہے خاموشی سے دل محفوظ رہتا ہے خاموشی سے نفس مردہ ہو جاتا ہے خاموشی سے قلب زندہ ہو جاتا ہے خاموشی روح کی سلامتی ہے خاموشی ہدایت کا نور ہے خاموشی ایمان کا ثمرہ ہے خاموشی خلقت کی نجات کا سبب ہے خاموشی توحید کی خلوت ہے خاموشی جامع الجمعیت ہے۔''

ابیات

لب بجنبند عارفان روشن گہر
عارفان را دائمی با حق نظر

عارفین لب نہیں ہلاتے ہیں ان کے چہروں کو دیکھ۔ عارفین ہمیشہ اللہ پر نظر رکھتے ہیں۔

ہر کہ گوید غیر او شد خر آواز
خاموشی خلوت خانہ شد حق براز

جو کوئی اس کے سوا بولے اس کی گدھے کی آواز ہے خلوت خانہ میں چپ چاپ بیٹھنا اللہ کے ساتھ راز داری کرنا ہے۔

سر ز تن گردد جدا تخنش مگو
عارفان ہم سخن باحق گفتگو

اگر سر جسم سے کاٹ دیا جائے تب بھی اس کی بات مت کر عارفین اللہ تعالیٰ سے ہی ہم سخن اور ہم کلام ہوتے ہیں۔

باہوؒ ظاہرش باخلق باطن حق کلام
ظاہر و باطن ز باطن شد تمام

اے باہو رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ! ان کا ظاہر مخلوق کے ساتھ اور باطن اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوتا ہے ان کا ظاہر و باطن باطن سے مکمل ہوتا ہے۔

ابیات

یافتہ دیدار دردیدہ درد
دیدار دردیدہ بہ بین خوش روبرو

دیکھنے والے کے اندر اس کا دیدار پایا۔ دیکھنے والے کی آنکھ میں اس کے سامنے خوش ہو کر دیدار کر۔

تو در و دیدار بادیدار در
ہر یکی تحقیق کن ناظر نظر

تو اس میں دروازہ کے دیدار سے دیدار کر' نظر کرنے والا ناظر ہر ایک کی تحقیق کرائے۔

ہر کہ دعویٰ کرد من دیدار در
منصفی انصاف دہ مثل خضر

جس کسی نے در کے دیدار کا دعویٰ کیا اے منصف ! انصاف کر' وہ خضر کی مثال ہے۔

روئی در آئینہ عکسی بین شود
زشت و زیبا ہر یکی عکسی دھد

آئینہ میں چہرۂ عکس بین ہو جاتا ہے وہ (آئینہ) اچھے برے کا عکس دکھاتا ہے۔

بایک نظر ناظر کند ناظر خدا
بایک نظر حاضر برد مصطفیٰ ﷺ

ناظر خدا ایک نظر میں خدا کو دیکھنے والا بنا دیتا ہے اور ایک نظر کے ساتھ بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں پہنچا دیتا ہے۔

راہ این کامل نظر ناظر ز نور
بایک نظر باتورساند در حضور

ایسے کامل نظر کا راستہ کہ وہ نور خدا کے ساتھ نظر کرتا ہے ایک نظر میں تجھ کو حضور ﷺ کی مجلس میں پہنچا دیتا ہے۔

ذکر فکر باز دا رد از خدا
کشف و کراماتش زنفس باہوا

ذکر فکر خدا سے دور رکھتے ہیں۔ کشف و کرامات کا تعلق نفسانی خواہشات سے ہے۔

عین بین از عین باعین است راز
ہر کہ بادیدار دایم در نماز

عین (ذات باری تعالیٰ) کو عین سے دیکھ' اس عین میں ہی راز ہے جس کا دیدار ہمیشہ ہے وہ ہمہ وقت نماز میں ہے۔

پنج پنجاہ زمتش نازل نمود
ہر کہ پنجاہ پنج یابد باتجو

اس پروردگار کی پچپن رحمتیں نازل ہوتی ہیں جو کہ سجدوں کے ساتھ پچپن پاتا ہے۔

اس قسم کا صاحب تصور و تصرف' توجہ' تفکر' معرفت' توحید' تجرید اور تفرید میں یگانہ روزگار ہوتا ہے روحانی اور شے ہے عیانی ' خیالی ' احوالی اور جمالی اور شے ہے۔

بیت

از نظر خلق است گم یعنی خضر

از خضر گم گشتہ عارف راز بر

یعنی خضر نظر خلق سے گم ہے عارف باللہ خضر سے بھی گم ہے۔

حدیث قدسی

اِنَّ اَوْلِیَآئِیْ تَحْتَ قَبَآئِیْ لَا یَعْرِفُهُمْ غَیْرِیْ

"بے شک میرے اولیاء میری قبا کے تلے ہیں ان کو میرے سوا کوئی نہیں پہچانتا۔"

اور نیز خاموشی کی چار قسمیں ہیں۔

اوّل: متکبر اور ظالم اہل دنیا کے دکھلاوے کی خاموشی جو بوجہ تکبر وہ غریب' مسکین اور مظلوم سے ہم کلام نہیں ہوتا۔

حدیث

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مَظْلُوْمًا وَّلَا تَجْعَلْنِیْ ظَالِمًا ؕ

"اے اللہ! مجھے مظلوم بنا ظالم نہ بنا۔"

خاموشی کی دوسری قسم یہ ہے کہ اہل دکان اور بے باطن مشائخ کی

خاموشی' جو وہ اپنی عیب پوشی کے لیے از روئے مکرو فریب اختیار کرتے ہیں۔

حدیث

نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ الْحَلِیْمِ ؕ

"میں حلیم کے غضب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔"

اور خاموشی کی تیسری قسم یہ ہے کہ قلبی ذاکر مومن کی خاموشی' کیونکہ وہ مراقبہ' ذکر اور فکر کے ذریعے اپنے دل کو کدورتوں اور ریا سے صاف کرتا ہے۔

خاموشی کی چوتھی قسم یہ ہے کہ عین العیان صاحب تصور کی خاموشی' کیونکہ وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ معرفت الٰہی میں مستغرق رہتا ہے۔

عارف باللہ کو اللہ تعالیٰ اور سرکار دو عالم ﷺ سے حکم و الہام ہوتا ہے اس قسم کا حال قال میں آتا ہے اور قرآن مجید سنتا ہے اور اگر حکم ہوتا ہے تو وہ بھی دیکھتا ہے ورنہ وہ دست بستہ رہ کر گوش ہوش اور نظم چشم سے معرفت الٰہی کی طرف متوجہ رہتا ہے۔

جاننا چاہیئے کہ ایک ذکر زوال ہے اور دوسرا ذکر اللہ لازوال ہے جس شخص کے وجود میں ذکر اللہ لازوال مع معرفت قرب الٰہی وصال آتا ہے اس سے نفس' خلق' دنیا اور شیطان کو زوال آتا ہے اور یہ چاروں حجاب اس کے وجود سے نکل جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ وہ یکتا ہو جاتا ہے کیونکہ اس کے وجود سے دوئی اٹھ جاتی ہے یہ ہے ذکر اللہ یاد باطن آباد مبارک یاد کی شرح۔

بیت

ہر کہ دعویٰ کرد من ذاکر خدا
خود پرستی رفت ازوی دل صفا

جس کسی نے دعویٰ کیا کہ میں اللہ کا ذاکر ہوں اس پر خود پرستی ختم ہوگئی اور اس کا دل صاف ہوگیا۔

اس قسم کا صاحب ذکر الٰہی ' ہر لحہ ذکر الٰہی میں رہتا ہے وہ حکم الٰہی سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اس کے ماتحت رہتا ہے اسے شوق مخلوق کا سرور پسند نہیں آتا ۔ خواہ وہ داؤدی گلے کا گایا ہوا ہی کیوں نہ ہو' کیونکہ اس کے کان حق کے سننے کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اس کی آنکھیں نور حضور کے دیدار کے اشتیاق میں مبتلا ہوتی ہیں اسے کسی مخلوق کے خدوخال کا حسن پسند نہیں آتا خواہ وہ حسن حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن صورت کا سا ہی کیوں نہ ہو اور لب بستہ اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوتا ہے اور اس کی زبان سے ماسوا حق کے کچھ اور نہیں نکلتا خواہ اسے ہر بات کے عوض کوئی سلیمانی ملک ہی کیوں نہ دے۔

بیت

مرا ز پیر طریقت نصیحتی یاد است
کہ غیر یاد خدا ہرچہ ہست برباد است

مجھے پیر طریقت کی ایک نصیحت یاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یاد کے سوا جو کچھ بھی ہے سب برباد ہے۔

دولت و دنیا کتوں کو دے دی گئی اور دنیاوی نعمتیں گدھوں کو دے دی گئیں ہم امن و امان میں ہیں اور تماشا دیکھ رہے ہیں۔

قدرت ازلی اور فیض فضلی سے قلب در قلب اس کے قلب میں اسم اعظم کا فیض لکھا ہے اس اس اسم اعظم کا نام حی و قیوم ہے۔

ارشاد خداوندی ہے۔

اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیۡ قُلُوۡبِہِمُ الۡاِیۡمَانَ ط

(المجادلہ:۲۲)

"یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان لکھ دیا ہے۔"

قرب اللہ رحمٰن کے ذریعے اس کو معلوم ہے جس شخص کے دل میں یہ اسم ذات اعظم مخلوق ہے۔ اسم اللہ ذات کا تصور غیر مخلوق ہے اور وہ یہ کہ وہ دل کے درمیان سے ایمان اعظم کے نور سے پیدا ہوتا ہے اور سر سے پاؤں تک ہر عضو میں نور الٰہی سرایت کر جاتا ہے اور ماسوائے اللہ تعالیٰ وجود سے نکل جاتا ہے۔

جان لے کہ قلبی ذاکر کا قلب بیدار رہتا ہے قلبی ذکر سے دل زندہ ہوتا ہے اور قلبی ذاکر کو زندگی اور موت میں نہ فنا ہونے والی بقاء حاصل ہوتی ہے خواب میں وہ میدان حشر سے پل صراط پر سے آسانی سے گزر جاتا ہے اور جنت میں داخل ہو کر دیدار سے مشرف ہوتا ہے جو شخص خواب یا مراقبہ یا باطن میں دیدار سے مشرف ہو کر مستغرق ہوتا ہے اور نور توحید ذات کا دیدار کرتا ہے اس کا قلب ہمیشہ بیدار ہوتا ہے اور وہ زندگی میں اور موت کے بعد قبر میں مٹی اور کیڑے مکوڑوں اور گل سڑ جانے سے محفوظ رہتا ہے' قیامت کے روز وہ صحیح سلامت اور درست بدن کے ساتھ اس طرح قبر سے اٹھے گا' جیسے کوئی سو کر اٹھتا ہے جب ایسا صاحب قلب اور دیدار الٰہی اور جذب سے مشرف شخص قبر سے اٹھے گا تو

عرش اکبر پر سر ٹکرائے گا اور نبی کریم ﷺ کے دامن مبارک پر ہاتھ مارے گا تو اس وقت آپ حضور ﷺ اپنی زبان مبارک سے فرمائیں گے کہ اے ذاکر قلب ! زندہ دل فقیر! تجھے ہمیشہ بقاء حاصل ہے اور تو رب العالمین کے لقا کا مست' دیوانہ' مشتاق اور عاشق رہا ہے آج باخبر و باشعور ہو جا کہ قیامت کا دن ہے پھر وہ مجلس محمدی ﷺ کی حضوری میں بہشت میں آئے گا اور دیدار بقا کے مراتب سے اس کا دل بقا حاصل کرے گا اور پھر کبھی بھی اس کی نگاہ دیدار الٰہی سے جدا نہ ہوگی جو شخص ان صفات سے متصف نہیں اسے زندہ قلب' قلب بقا اور قلب بیدار نہیں کہا جائے گا۔

بیت

طلب کن از ذکر قلبش و از قلب
ذاکر قلبش محرم راز رب

تو اس سے دل کے ساتھ ذکر قلبی طلب کر' ذاکر قلبی اللہ تعالیٰ کا ہم راز ہوتا ہے۔

فقیر کامل کے سات مراتب ہیں وہ ظاہر میں محتاج اور باطن میں لایحتاج ہوتا ہے وہ ظاہر میں عاجز گدا' لیکن باطن میں غنی ہوتا ہے۔ وہ ظاہر میں اہل رنج ' لیکن باطن میں صاحب تصرف گنج ہوتا ہے وہ ظاہر میں اہل سوال' لیکن باطن میں عارف باللہ ولی اللہ اور صاحب وصال ہوتا ہے وہ ظاہر میں دنیاوی علم سے جاہل' لیکن باطن میں عالم فاضل عارف ہوتا ہے وہ ظاہر میں گمنام' لیکن باطن میں اٹھارہ ہزار عالم مشہور و معروف ہوتا ہے وہ ظاہر میں اہل تقلید' لیکن باطن میں اہل توحید ہوتا ہے جو کچھ تو طلب کرنا چاہتا ہے فقیر سے طلب کر' جو فقیر ہوتا ہے وہ اخلاص باعتقاد سے پہچانا جاتا ہے وہ باطن میں طلب مولیٰ رکھتا ہے وہ رازداری کے علم

سے باشعور ہوتا ہے اور جمعیت باطن سے صاحب حضور ہوتا ہے۔

فقیر کامل کلید کل کا ورد باقدرت ہوتا ہے اس کا الہام ذکر' فکر' تصور' توجہ' تفکر' تصرف' آواز' نظر' راز' مشاہدہ' ہاتھ' قلب' روح' سر' نفس' کان' معرفت' قرب حضور' فیض' فضل' عطا اور جمعیت' سب کے سب قدرت نورانی ہیں۔ ان میں سے ہر ایک میں نور اور مذکور کا تصور ہے ان میں سے ہر ایک میں نور حضور کی ہزاراں ہزار تجلیات ہوتی ہیں جس شخص پر ایک لحظہ یہ انوار صادر ہوں وہ عین اللقاء سے مشرف ہونے کے قابل ہوتا ہے اور دونوں جہان کا فقیر بننے کی اس میں خوبی ہو جاتی ہے یہ اس ولی اور فقیر کامل کے مراتب ہیں' جو ظاہری و باطنی علم میں مکمل مہارت رکھتا ہے ایسا شخص جس کسی کو عطا کرتا ہے' خزانہ بخشتا ہے اور اسے لایحتاج رکھتا ہے۔

شرح تصور

بے ریاضت راز' بے محنت معرفت اور بے اقرار قرب کا نام تصور ہے اس کا ابتدائی سی حرفی قاعدہ کے ہر حرف کے لیے قرب اللہ کا تصور کرنا اور مجلس حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے مشرف ہوتا ہے۔ پہلے ہی سبق میں قرب فی اللہ لامکانی ' لاتعداد اور بے شمار ہدایت رحمانی اطواف مدینۃ القلب صفیۃ القلب اور عین عنایت الٰہی کے تصورات سکھائے جاتے ہیں جس سے وہ فرد الفرد ہو جاتا ہے اس کی روح کو فرحت نصیب ہوتی ہے جمعیت کل کے قرب کے سر و اسرار اور نبی کریم ﷺ کا حسن جمالیت اس پر منکشف ہوتے ہیں تصور کی حسب ذیل تیس (۳۰) اقسام ہیں۔

تصور کی پہلی قسم کا نام غواصی ہے۔
تصور کی دوسری قسم کا نام غیاثی ہے۔

تصور کی تیسری قسم کا نام غوثی ہے۔
تصور کی چوتھی قسم کا نام قطبی ہے۔
تصور کی پانچویں قسم کا نام اخلاصی ہے۔
تصور کی چھٹی قسم کا نام حیاتی ہے۔
تصور کی ساتویں قسم کا نام مماتی ہے۔
تصور کی آٹھویں قسم کا نام توحیدی ہے۔
تصور کی نویں قسم کا نام تفریدی ہے۔
تصور کی دسویں قسم کا نام تجریدی ہے۔
تصور کی گیارھویں قسم کا نام دعوتی ہے۔
تصور کی بارھویں قسم کا نام توفیقی ہے۔
تصور کی تیرھویں قسم کا نام حقیقی ہے۔
تصور کی چودھویں قسم کا نام طریقی ہے۔
تصور کی پندرھویں قسم کا نام جامع الجمعیت ہے۔
تصور کی سولھویں قسم کا نام کلید ہے۔
تصور کی سترھویں قسم کا نام فکر ہے۔
تصور کی اٹھارھویں قسم کا نام فنائے نفس ہے۔
تصور کی انیسویں قسم کا نام کل ہے۔
تصور کی بیسویں قسم کا نام زائد ہے۔
تصور کی اکیسویں قسم کا نام قلبی ہے۔
تصور کی بائیسویں قسم کا نام روحی ہے۔
تصور کی تیئسویں قسم کا نام سری ہے۔
تصور کی چوبیسویں قسم کا نام بقا البقا ہے۔

تصور کی پچیسویں قسم کا نام فنا الفناء ہے۔
تصور کی چھبیسویں قسم کا نام فضلی ہے۔
تصور کی ستائیسویں قسم کا نام فیضی ہے۔
تصور کی اٹھائیسویں قسم کا نام ذاتی ہے۔
تصور کی انتیسویں قسم کا نام صفاتی ہے۔

جو شخص مرشد کامل سے یہ تمیں اقسام تصور ایک دم اور ایک قدم میں عبور کر لے اس کا وجود پختہ اور حوصلہ وسیع ہو جاتا ہے اور وہ عالم باللہ اور فقیر فی اللہ اور حقیقی کرامات کا مالک بن جاتا ہے۔

کامل مکمل اور اکمل الکل عارف باللہ شہسوار ہاتھ میں تیغ برہنہ کی مثل ذوالفقار لیے ہوئے زندہ قلب ہو کر دونوں جہان کا تماشا دیکھتا ہے اس کی روح بیدار ہوتی ہے وہ نور ذات حضور کے مشاہدے اور دیدار پروردگار سے مشرف ہونے کے لائق ہوتا ہے۔

قطعہ

ہر کرا تصور کامل اکملی وصال
عین باعیش رسد حق الجمال

جس کا تصور کامل ہے اس کو مکمل وصال حاصل ہے ذات میں فنا ہوتی ہے اور حق جمال ہوتا ہے۔

ہر کہ دیوانہ شود با ذکر حق
زیر پایش عرش و کرسی ہر طبق

جو کوئی اللہ تعالیٰ کے ذکر میں دیوانہ ہو جاتا ہے اس کے پاؤں کے عرش و کرسی اور چودہ طبق روشن ہو جاتے ہیں۔

قصہ خواں اور افسانہ گو کے بہت سے مراتب ہیں لیکن ان کا باطن

معرفت الٰہی سے بے خبر ہوتا ہے جو شخص مستی میں شریعت محمدی ﷺ پر ثابت قدم ہے وہ معرفت کا مغز' صاحب تحقیق اور توفیق بحق رفیق اور عین بعین دیدار خداوندی کا نظارہ کرنے والا ہے۔ جو راز صحیح سے معتبر ہے اسے ازل سے ابد تک اور دنیا سے آخرت تک نور ذات خداوندی کے مشاہدات حاصل ہوتے ہیں وہ باہوش باعقل ہوتا ہے وہ نامشروع اور بدعتی کاموں اور دنیاوی محبت سے ہزار بار استغفار کرتا ہے جس شخص کی آنکھ ازلی فیض فضلی کی وجہ سے دیدار الٰہی سے مشرف ہو جائے اس کی آنکھیں کھل جاتی ہیں اور وہ روشن راز آنکھ سے بے کھٹکے نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ حق کا چھپانا کفر ہے اور دینی معاملات میں جھوٹ بولنا شرک کے مترادف ہے اللہ تعالیٰ ہم کو اس سے دور رکھے۔

جاننا چاہیئے کہ فقیر کامل کی انتہا یہ ہے کہ اس کے ورد و وظائف' تلاوت' نماز' ذکر' فکر' مذکور' الہام' حضور' تصور' تصرف' راز' نظر' مشاہدہ' نور' توحید' ذکر زبان' ذکر روح' فنائے نفس' سر' فیض اور عطا سب قدرت الٰہی کے مذکور کاموں سے ہوں اور وہ فنا فی اللہ اور مع اللہ ہو۔

یہ مراتب نور الٰہی کے مراتب سے ہیں ان میں سے ہر مرتبے میں ہزارہا بلکہ بے شمار انوار ہیں ان مراتب کا صاحب حضور اور وجود مغفور ہوتا ہے اگرچہ وہ خلقت میں گمنام ہوتا ہے لیکن باطن میں اٹھارہ ہزار عالم میں مشہور و معروف ہوتا ہے۔

ابیات

فقر از نور است نور از نور شد
قلب قالب نور و جان مغفور شد

فقر نور سے ہے نور سے نور ہوا۔ قلب کا قالب نورانی اور جان

روح مغفرت شدہ ہے۔

فقر سری ' از خدا اسرار راز
باحضوری قلب قالب بانماز

فقر کے اسرار خدا کے سراسرار ہیں۔ دل کی حضوری کی وجہ سے تمام جسم' نماز میں سے ہے۔

گر ترا چشم است زین احوال بین
پنج را باپنج بردار و یقین

اگر تیری چشم بینا ہے' تو اس حال احوال کو دیکھ کر اس نے پانچ کو پانچ کے ساتھ یقین کے ساتھ رکھا ہے۔

ہر طرف بینم بہ بینم ذات نور
قبلۂ نورش سجدہ با جان شد حضور

میں جس طرف بھی دیکھتا ہوں اس کی ذات کا نور دیکھتا ہوں' اس کے نور کے قبلۂ کو سجدہ اور جان کے ساتھ اس کے حضور میں حاضر پاتا ہوں۔

دل ترا رفتہ است باخطرات گاہ
باادب در سجدہ برقبلہ نگاہ

اگر کبھی تیرا دل خطرات کی طرف چلا گیا' تو سجدہ میں مؤدب اور قبلہ نظر رکھ۔

در عبادت سجدہ دل تو کی ربود
عارفان رو قبلہ دل باحق نمود

عبادت کے سجدہ میں تیرا دل کون اڑا کر لے گیا' عارفین کا چہرۂ قبلہ کی طرف اور اُن کا دل اللہ تعالیٰ کے ساتھ دکھائی دیتا ہے۔

الٰہی! نماز میں رازعطا فرما جس نمازی کا دل بانیاز ہے وہ اللہ تعالیٰ کے تصور حضور میں ہم راز ہے اور حق برحق صاحب ذکر ہے۔

جاننا چاہیئے کہ فقیر ولی اللہ! عارف باللہ کامل' جامع الجمعیت' کل الکلید' قادری چند ایک باتوں سے پہچانا جاتا ہے۔

اول وہ خلقت کی نگاہ میں گداگر ہوتا ہے لیکن خالق کی نظر میں غنی ہوتا ہے وہ مخلوق کے نزدیک رنج میں ہوتا ہے لیکن خالق کے ہاں وہ صاحب خزائن الٰہی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اسے خزینے اور گنجینے عطا فرما کر لایحتاج کر دیتا ہے خلقت کے نزدیک وہ اہل سوال ہوتا ہے لیکن خالق کے نزدیک وہ عارف باللہ ولی اللہ اور باقرب وصال ہوتا ہے مخلوق کی نگاہوں میں جاہل ہوتا ہے لیکن خالق کے نزدیک عالم و فاضل' فیض بخش اور نافع المسلمین ہوتا ہے اور جاہل اسے کہتے ہیں جو عالم کے علم کا مخالف ہو' وہ مخلوق کے نزدیک اہل تقلید ہوتا ہے لیکن خالق کے نزدیک فنا فی اللہ اور فنا فی التوحید ہوتا ہے۔

ابیات

مرد آن باشد کہ باشد شہ شناس
می شناسد شاہ را در ہر لباس

مرد وہ ہوتا ہے جو بادشاہ کو جانتا ہے وہ بادشاہ کو ہر لباس میں پہچان جاتا ہے۔

باہوؒ می شناسد اولیاء را بانظر
ہمچوزر گری شناسد سیم و زر

باہوؒ اولیاء اللہ کو ایک نظر میں جان جاتا ہے جیسے سنار سونے چاندی کو پہچان لیتا ہے۔

تشریح ذکر قلب' زندگی قلب' بیدار قلب' بقاء قلب' قوت قلب' توفیق قلب

جو قلب ایک دفعہ پیدا ہوتا ہے وہ ہمیشہ رؤیت ربوبیت میں مستغرق اور دیدار الٰہی سے مشرف ہونے کے لیے مشتاق عاشق دیوانہ مبتلا اور متوجہ رہتا ہے بعض کو مراقبہ میں اور بعض کو خواب میں وصال ہوتا ہے بشرطیکہ وہ خواب و خیال نہ ہو۔ بعض عین عیان دیکھ لیتے ہیں ایسے لوگ نفس' حب دنیا اور خطرات شیطانی سے بہت آگے نکل جاتے ہیں جو قلب ذکر الٰہی میں مشغول رہتا ہے وہ یکتا ہو کر دائمی بقا حاصل کر لیتا ہے اور دیدار الٰہی سے مشرف ہو کر اسی میں مستغرق رہتا ہے وہ زندگی میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہ کر اس کی قدرت کی نشانیوں سے لذت اٹھاتا ہے وہ قبر میں بھی نہیں مرتا ایسے صاحب قلب کے لیے قبر بمنزلہ خلوت خانہ کے ہے اور اس میں ذکر الٰہی کی برکت سے خواب فی اللہ میں ہوتا ہے نہ اسے کیڑے مکوڑے کھاتے ہیں نہ مٹی' بلکہ قلب ہمیشہ زندہ رہتا ہے ایسا صاحب قلب قیامت کے دن قبر سے اٹھے گا جیسے کوئی سو کر اٹھتا ہے' اور جذبہ' وجد اور سکر سے عرش اکبر پر ٹکرائے گا اور سرکار دو عالم ﷺ کے دامن کو پکڑے گا جو اسے اپنے لطف و کرم اور توجہ سے سرفراز فرمائیں گے کہ اے صاحب ذکر و جذب قلب' ہوش میں آؤ۔ کیونکہ آج قیامت کا دن ہے پھر وہ شخص ہمیشہ کی زندگی پا کر حضور اکرم ﷺ کے ہمراہ بغیر حساب کتاب بہشت میں داخل ہو گا یہ مراتب ان اشخاص کے ہیں۔ "جو مرنے سے پہلے مر جاتے ہیں"۔

اگر صفا باطن والے قلبی ذاکر جب زندگی یا موت میں دیدار الٰہی

سے مشرف ہوتے ہیں تو دنیا و عقبیٰ اور ان کی نعمتوں اور حور و قصور کو فراموش فرما دیتے ہیں۔

''وہ غم کو بھول جاتے ہیں جب وہ انوار و تجلیات کا مشاہدہ کرتے ہیں۔''

ذکر قلبی ان ہی لوگوں کو نصیب ہوتا ہے جو پہلے دن ہی سے فیض فضل الٰہی سے نصیب ہوتا ہے۔

بیت

ذکر قلبی طلب کن قرب از قلب
ذاکر قلبی محرم راز رب

ذکر قلبی دلی قرب کے ساتھ طلب کر' قلبی ذکر کرنے والا اللہ تعالیٰ کے رازوں کا محرم ہوتا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ اسم اعظم قدرت الٰہی سے قلب میں تحریر ہے اور وہ اسم اعظم دل میں نور ایمان کو لکھ دیتا ہے چنانچہ اسم اللہ ذات کی جو تاثیر پیدا ہوتی ہے وہی نور رحمانی ہے کہ جس کی برکت سے وہ روشن ضمیر اور عین العیان ہو جاتا ہے اسم اعظم اور اسم اللہ ذات کی تاثیر سے قلب میں سے ایمانی نور آفتاب کی مانند طلوع ہوتا ہے اور چمکتا ہے جو محض عطائے الٰہی ہے اور قلب کے درمیان سے نور الحق ایمان جلوہ گر ہوتا ہے پھر سر سے پاؤں تک قرب الٰہی سے ایمانی نور ہر عضو میں سرایت کرتا ہے اور وجود میں سر سے قدم تک جو عقل' غل و غش' جھوٹ' تکبر اور نفسانی خواہشات ہوتی ہیں ان کو نکال دیتا ہے اور نفسانی' شیطانی اور دنیاوی پریشانی اور خطرات نکل جاتے ہیں پھر جب اسم اللہ ذات کا تصور آتا ہے اور اسم اللہ کے چار حروف سے چار دریا توکل' ترک' معرفت اور توحید کے

پیدا اور ظاہر ہوتے ہیں جو کوئی ان دریاؤں کی غواصی کرتا ہے' وہ فقیر عارف باللہ ہو جاتا ہے اس قسم کے مراتب ضرب' قدرت' قوت نور الہدیٰ قادری ذاکر کو حاصل ہوتے ہیں۔

ابیات

قادری صاحب ادب راسخ یقین
قادری از عین رحمت راز بین

قادری باادب' پختہ یقین رکھنے والا ہوتا ہے قادری رحمت کی آنکھ سے رازوں کو دیکھتا ہے۔

قادری صاحب نظر صاحب کرم
باحیاء و قادری اہل از شرم

قادری صاحب نظر اور صاحب کرم ہوتا ہے' قادری حیا دار اور باشرم ہوتا ہے۔

قادری را شیر نر روبہ نظر
بانظر ہرگز نہ بیند سیم و زر

قادری کے سامنے شیر لومڑی نظر آتا ہے' قادری سونے چاندی کو ہرگز نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔

غزل

نیست آرام دران دل کہ ہوس بسیار است
گل شود غنچہ دران باغ کہ خس بسیار است

اس دل کو آرام نصیب نہیں ہوتا جس میں ہوس بہت زیادہ ہوتی ہے جس باغ میں خس و خاشاک بہت زیادہ ہو' اس میں پھول غنچہ ہو جاتا

ہے۔

دل بی وسوسہ از گوشہ نشینان مطلب
کہ ہوس در دل مرغان قفس بسیار است

گوشہ نشینوں سے وسوسہ کے بغیر دل کو مت طلب کر' اس لیے کہ قفس میں بند پرندوں کے دل میں ہوس بہت زیادہ ہوتی ہے۔

از بدان فیض مجالست بہ نیکان برسد
حق بیداری ذر دان بعبس بسیار است

بدوں سے نیکوں کو فیض ملے یہ مشکل ہے چوروں کی شب بیداری کا حق بے فائدہ بہت ہے۔

مثنوی

پشت و پازن بردہ عالم تا فلک پیما شوی
از سرای دنیای دون برخیز تا رعنا شوی

دونوں جہانوں پر لات مار' تا کہ تو فلک پیما ہو جائے تو کمینی دنیا کے خیال کو چھوڑ دے تا کہ تجھے رعنائی حاصل ہو جائے۔

ترک کبرو عجب کن تا قبلۂ عالم شوی
خصلت ابلیس را بگذار تا آدم شوی

تکبر اور خود پسندی کو چھوڑ' تا کہ تو قبلۂ جہاں ہو جائے۔ شیطان کی عادتوں کو ترک کر' خصلتوں کر' تا کہ تو انسان بن جائے۔

مجو آرائش از دل نامرادی تا نظر دارد
کہ نخل ایمن نباشد از تزلزل تا ثمر دارد

دل سے آرائش تلاش مت کر' نامرادی پر نظر رکھو۔ کیونکہ تذبذب (آندھی) سے امن کے درخت کو پھل نہیں لگتا۔

غزل

سادہ لوحان جنون از بیم محشر غافل اند
بیم رسوائی نباشد نامۂ ننوشتہ را

سادہ دل پاگل محشر کے خوف سے غافل ہیں، نہ لکھے گئے خط کو رسوائی کا ڈر نہیں ہوتا۔

جمع کردن خویش را در عہد پیری مشکل است
پیش راہ نتوان گرفتن لشکر برگشتہ را

بڑھاپے کی عمر میں اپنے آپ کو مطمئن کرنا مشکل ہے۔ بھٹکے ہوئے لشکر کو راستہ پر واپس لانا مشکل ہے۔

مطلب کونین در آغوش ترک عداوت بہ
آن نیابد مطلبش تا مدعا دارد کسیرا

دل سے دونوں جہاں کو طلب نہ کر' عداوت کا ترک کرنا بہتر ہے وہ اپنے مطلب کو نہیں پائے گا جب تک کہ کسی سے آرزو رکھے گا۔

غزل

پیران تلاش رزق فزوں از جوان کنند
حرصش گدائے شود شام بیشتر دارد

بوڑھے لوگ جوانوں سے زیادہ رزق تلاش کرتے ہیں اس کی حرص گدا ہوتی ہے شام کو بہت زیادہ رکھتی ہے۔

مہمای فنارا از علایق نیست پروای
نیند لیشد زخار آن کس کہ دامن در کمر دارد

فنا کی مہموں کو علائق کی پرواہ نہیں ہے جو آدمی دامن کو کمر سے

باندھ کر رکھتا ہے اسے کانٹوں سے کوئی خوف نہیں ہوتا۔

ز ابراہیم ادھمؒ پرس قدر ملک درویشی
کہ طوفان دیدہ از آسائش ساحل خبردارد

ملک درویشی کی قدر حضرت ابراہیم ادھم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے معلوم کر' کیونکہ انہوں نے آسائشوں کا طوفان دیکھا۔ طوفان کی خبر ساحل رکھتا ہے۔

(اے عزیز) معرفت کسے کہتے ہیں اور وہ کیا چیز ہے؟ اور توحید کس علم سے حاصل ہوتی ہے؟ اور علم و عقل میں کیسے تمیز کی جاتی ہے؟ اور مشاہدۂ نور ذات اور دیدار حضور سے مشرف ہونے کی کونسی راہ ہے اور قرب الٰہی جمعیت باجمال اور عین بعین وصال سے کون واقف ہے؟ عین العیان تک کس کی نگاہ پہنچ سکتی ہے۔

مثنوی

خود نماند درمیانش بی حجاب
معرفت توحید ہریک را جواب

اپنے آپ کو درمیان سے فنا کر دے تو پردہ اٹھ جائے گا ہر ایک کا جواب توحید کی معرفت ہے۔

آبجو در آب گم شد آب گو
ہمچنانست قرب دیدارش برد

نہر کا پانی دریا کے پانی میں گم ہو گیا ہے سب کو پانی ہی کہہ قرب یہی ہے اس کے دیدار کو جا۔

نیست آنجا ذکر فکری نی آواز
عین بعین است نی اللہ غرق رز

اس جگہ ذکر فکر اور آواز نہیں ہے عین عین کے ساتھ ہے اللہ تعالیٰ کی ذات میں فنا ہونا راز ہے۔

حیرتش عبرت نباشد در جمال
شد حضوری وحدتش باحق وصال

اس کو عبرت' حیرت جمال میں نہیں ہوتی' اس کو وحدت کی حضوری اور وصال حق حاصل ہوتا ہے۔

انتہا باہر طریقہ شد تمام
قادری را ابتداء شد زین مقام

تمام طریقوں کی جہاں انتہا ہوتی ہے قادری طریقہ کی اس جگہ سے ابتداء ہوتی ہے۔

نیز قادری کی ابتداء یہ ہے کہ قرب حق کی وجہ سے عرش سے تحت الثریٰ تک کا تماشا اپنے پاؤں کے نیچے دیکھتا ہے اور ہر طبقہ کی سیر اڑ کر کرتا ہے اس قسم کے مراتب سروری قادری طالب کے ادنیٰ مراتب ہیں اور سروری قادری طالب وہ ہے جو ظاہر میں عامل اور باطن میں کامل ہو۔ ظاہر میں عامل وہ ہے جو تمام جزوی وکلی علم علوم آگاہ ہو اور باطن میں کامل وہ شخص ہے جو دل' روح اور سر کی آنکھوں سے اسرار الٰہی کی معرفت کا صاف مشاہدہ کرے۔ نیز قدرت سبحانی کے کل و جز اور کونین و مکان کو دیکھے پس معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص ہمیشہ لوح محفوظ کا مطالعہ کرے اور چاند سے مچھلی تک دیکھے اور قدرت الٰہی کی سیر کرے تو یہ تماشا طبقات باطن کا نہیں ہے ایسا شخص معرفت توحید الٰہی سے بے خبر ہوتا ہے اور اگر مرشد چاہے تو مرید کو باطن میں خواب یا مراقبہ میں علم نص' حدیث' قرآن' علم علوم تفسیر اور مسائل علم فقہ باتاثیر کی تعلیم دے سکتا ہے جس سے طالب

مرید روشن ضمیر ہو جاتا ہے علم باطنی کی قدرت سے وہ ظاہری عامل' عالم و فاضل پر غالب ہو جاتا ہے اور مقابلہ میں جواب باصواب دیتا ہے اس قسم کے تمام مراتب اہل حجاب کے ہیں جو معرفت توحید الٰہی سے باطن میں بے خبر ہیں۔ ایسا عالم علماء کے مرتبے پر ہے نہ کہ فقرا کے مرتبے پر۔

اگر مرشد کسی کو باطن میں توجہ باطنی سے خواب یا مراقبہ میں ذکر کی تلقین اور دست بیعت کرلے تو ذکر ظاہر و باطن میں جاری ہو جاتا ہے اور باتوجہ ذکر کی گرمی تاثیر کرتی ہے اور وجود میں آتش سوز گرمی محسوس ہوتی ہے جس سے وہ شب و روز بیقرار رہتا ہے لوگوں کو یہ نظر بھی آتا ہے چنانچہ طالب بیخود' مست' مجنوں اور دیوانہ بن جاتا ہے' اس قسم کے ذکر زوال کے مراتب والا باطنی معرفت' مشاہدہ' حضوری اور قرب وصال سے محروم رہتا ہے ایسا مرشد خام بے بصر' اور طالب خام خیال۔ اگرچہ وہ نفس کی تجلیات دیکھتا ہے لیکن دراصل وہ آگ کی تجلیات ہوتی ہیں جسے وہ احمق خیال کرتا ہے کہ یہ دیدار ذات الٰہی کی تجلیات ہیں ایسا شخص نور حضور سے اور نور معرفت سے دور تر ہوتا ہے۔

اور توحید الٰہی کی باطنی معرفت والا درویش کسے کہتے ہیں؟ اور توحید الٰہی کی باطنی معرفت کیا ہے؟ مشاہدہ ذات اور خاص قرب مع اللہ اور حضور باخلاص یہ ہے باطن کے لیے دو طریق' دو توفیق اور دو راہ رفیق ہیں اور عین الحق اور حق الیقین کے لیے منصف دو گواہ تحقیق طلب کرتا ہے ایک تصور اسم اللہ ذات جس سے ایک لحظہ میں ذات و صفات کے تمام مقامات طے کرتا ہے اور حاضرات کے ذریعے وجود زندہ رہتا ہے۔

دوسرے ناظرات میں عین العیان جو کامل مرشد ناظر منظر ہے وہ ہمیشہ حاضر بالعین ہے وہ طالب مولیٰ کو عین باعین پہنچاتا ہے اور اسے ذکر

فکر اور ریاضت کی ضرورت نہیں رہتی۔ وہ طالب اللہ کو پہلے ہی روز اسم اللہ ذات کے تصور کے حاضرات اور عین العیان کا سبق پڑھاتا ہے۔

مرشد کامل کی توجہ سے سبق کے شروع ہی میں طالب اپنے آپ کو جس جگہ اور جس مقام پر چاہتا ہے پہنچاتا ہے' معمور باطن والا مرشد کامل اسم اللہ ذات کی توجہ سے حاضرات کے تصور اور ناظرات کی توفیق کے ساتھ باطن میں صحیح مجلس محمدی ﷺ سے مشرف کر کے نبی کریم ﷺ سے علم کی تعلیم اور ذکر کی تلقین اور بہت سے منصب اور مراتب دلاتا ہے۔

اگر طالب کو نبی کریم ﷺ پر پورا پورا یقین ہو تو طالب اللہ کے وجود میں خلق و خصلت و خو بوئے جمعیت محمدی ﷺ تاثیر کرتے ہیں اس قسم کا باطن نہ باطل اور برحق ہوتا ہے کیونکہ اسے حق اور طریق باتوفیق حاصل ہوتا ہے وہ واقعی سیدھی راہ پر ہوتا ہے حضور نبی کریم ﷺ کا طالب نیک' عاقبت والا قابل ستائش ہوتا ہے اگر طالب کو مجلس محمدی ﷺ پر اعتقاد نہ رہے تو وہ نفس مردود کی قید میں ہو جاتا ہے کیونکہ مجلس محمدی ﷺ کا انجام اور مرشد کامل کی تلقین کسوٹی ہے جس پر سچے اور جھوٹے کو پرکھا جاتا ہے اور اگر مرشد کامل اسم اللہ ذات کے حاضرات اور فی اللہ ذات کے ناظرات کے ذریعے اسم اللہ ذات میں غرق کرتا ہے اور اسم اللہ ذات کے تصور کی تاثیر سے وہ سراپا مع اللہ حضور میں غرق ہو جاتا ہے اور اس کا وجود اللہ تعالیٰ کا مدنظر اور منظور نظر بن جاتا ہے اور ظاہر و باطن میں پاک و صاف ہو جاتا ہے اور خواہ مخلوق کی نگاہ میں وہ ناپسندیدہ ہے مگر اسے مخلوق کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی اس طریق سے توفیق کے ساتھ باطن بے باطل ہو جاتا ہے۔

اور اگر کسی کو مرشد کامل اسم اللہ ذات کے تصور کے حاضرات و

ناظرات کے ذریعے حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی پیر دستگیر حضرت شاہ محی الدین سلطان عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے حضور سے مشرف کر کے آپ سے تعلیم و تلقین دلائے اور حضرت غوث اعظم پیر دستگیر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اس کی نوازش فرمائیں تو وہ دائمی طور پر مجلس میں حاضر رہے گا اس قسم کا باطن بھی بے باطل ہوتا ہے کیونکہ طریق باتوفیق سے ہوتا ہے برحق ہوتا ہے اور صحیح باتحقیق ہوتا ہے ان تینوں مراتب کو ذات الٰہی سے مشرف' بدیدار نور مطلق' توحید قرب اللہ حضور کہتے ہیں۔

ابیات

شد قادری راسہ مراتب سہ مقام
بی ذکر بی فکر در وحدت تمام

قادری کے تین مراتب اور تین مقام ہوتے ہیں بغیر ذکر کے اور فکر کے وہ توحید میں کامل ہوتا ہے۔

مرشد کامل بود این راز راہ
باتوجہ برد مجلس مصطفیٰ ﷺ

اس راستہ کا راز داں پیر کامل ہوتا ہے وہ ایک توجہ سے بارگاہ رسالت ﷺ میں پہنچا دیتا ہے۔

باہُو راہو برد غم غیرت نماند
قلب باہُو روز و شب اللہ بخواند

باہو (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کو ہو میں پہنچا دیا۔ غیریت کا غم نہ رہا۔ باہو (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کا دل دن رات اللہ اللہ کا ورد کرتا رہتا ہے۔

کاملان را ختم آخر ہو تمام
کنہ اعظم اللہ نداند اہل خام

کاملین کا کام آخر ہو پر ختم ہوتا ہے۔ اہل خام اللہ کے اسم اعظم کی حقیقت کونہیں جانتے۔

یہ راہ باطنی جان پر کھیل جانے سے ہاتھ آتی ہے کیونکہ بظاہر اس جہان میں سالک لایحتاج اور بے نیاز ہوتا ہے وہ ذات الٰہی کے نور میں ڈوبا رہتا ہے فقر کے انتہائی مراتب یہ ہیں کہ نور ذات کے حضور میں ہو۔ وجود مغفور اور باطن معمور ہو۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔

خُلِقَتِ الْعُلَمَآءُ مِنْ صَدْرِیْ وَ خُلِقَتِ السَّادَاتُ مِنْ صُلْبِیْ وَخُلِقَتِ الْفُقَرَآءُ مِنْ نُّوْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی ط

"علماء میرے سینے سادات میری پیٹھ سے اور فقراء اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا کیے گئے ہیں۔"

فقیر میں طمع' حرص' حسد اور کبر اس واسطے نہیں ہوتے کہ اس کا دل اسم اللہ ذات کے تاثیر سے سیر ہوتا ہے اور اسے دائمی دل جمعی حاصل ہوتی ہے۔

چنانچہ سرکار دو عالم ﷺ فرماتے ہیں۔

خَلَقَ اللّٰہُ تَعَالٰی کُلَّ شَیْءٍ مِّنْ طِیْنِ الْاَرْضِ وَخُلِقَتِ الْفُقَرَآءِ مِنْ طِیْنِ الْجَنَّةِ ط

"اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں کو تو زمین کی مٹی سے پیدا کیا لیکن فقراء کو جنت کی مٹی سے پیدا کیا"۔

جس فقیر کو نورالٰہی کا اصل وصل حاصل ہے اس کا باطن مکمل ہے اور اسے سرکار دو عالم ﷺ کی دائمی صحبت حاصل ہے دنیا و عقبیٰ اس کی طلب میں ہر صبح شام حلقہ بگوش اور فرمانبردار غلام کی طرح ہیں۔ دنیا اور آخرت کے اللہ تعالیٰ کے تمام باطنی خزانوں کا تصرف اسے حاصل ہوتا ہے خواہ وہ استعمال میں لائے یا ان کی طرف نگاہ نہ کرے اسے پورا اختیار ہوتا ہے نظر رحمت الٰہی سے فقیر کو شروع ہی میں دو مرتبے حاصل ہو جاتے ہیں۔

اول: دنیا کی طرف سے اس کا دل سرد ہو جاتا ہے۔
دوم: باطنی جمعیت اسے پوری طرح حاصل ہوتی ہے۔

حدیث

مَنْ لَہُ الْمَوْلٰی فَلَہُ الْکُلُّ ط

''جس کا اللہ اس کا سب کوئی'' یعنی اس کو سب کچھ مل جاتا ہے۔

بیت

در مدرسہ دیدار توحیدش سبق
شد مطالعہ کل و جز جملہ خلق

دیدار کے مدرسہ کا سبق توحید ہے اس سے تمام مخلوق کے جز و کل کا مطالعہ ہو جاتا ہے۔

بیت

کنہ کن را یافتم لا ریب غیب
ہر کہ احمق کرد ظاہر نیست غیب

یقیناً کن کی حقیقت کو میں نے غیب سے جانا۔ جو کوئی احمق ظاہر کرے وہ غیب نہیں ہے۔

ارشاد خداوندی ہے۔

ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ ط

(بقرہ: ۲-۳)

''پرہیز گاروں کے لیے ہدایت ہے جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔''

وہ سلک سلوک کونسا ہے جس میں طالب اللہ ہر وقت اپنے آپ کو معرفت الا اللہ میں پہنچاتا ہے وہ قرب، معرفت، مشاہدہ، نور، توحید اور ذات حضور کی راہ ہے۔ اسم اللہ ذات کے حاضرات کے تصور سے اسرار ربانی، جمعیت جاودانی، عین العیانی منکشف ہوتے ہیں (مرشد کامل) ایک لحظہ میں نظر کی توجہ سے لامکان تک پہنچا سکتا ہے یہ طالب مرید قادری غرق فی الحق فی اللہ فانی کے ابتدائی مراتب ہیں۔

قطعہ

گر تو خواہی معرفت توحید ذات
باتصور مردہ دل راکن حیات

اگر تو توحید ذات کی معرفت چاہتا ہے تو تصور سے مردہ دل کو زندہ کر۔

عرش زیرش فرش بروی خوش نشین
معرفت توحید کلی این بہ بین

عرش اس کے فرش کے نیچے ہے اس پر خوشی سے بیٹھ توحید کی

مکمل معرفت اس کو جان۔

جاننا چاہیئے کہ ذکر وفکر کے سلسلے میں رجعت و زوال کی مصیبتیں ہیں اور درود و ظائف اور علم دعوت کے پڑھنے اور ریاضت کے سلسلہ میں رجوعات خلق کی رجعت و ریا کا خوف ہے اور چلہ اور خلوت کے سلسلہ میں خطرات وخلل شیطانی کا ڈر ہے اور حجرے کے سلسلے میں وسوسہ اور وہم کا خوف ہے یہ تمام مطلق حجاب ہیں معرفت الٰہی کے سلسلہ کی قرب الٰہی کی راہ اسم اللہ ذات کا تصور ہے کیونکہ اس سلسلہ میں سب کل و جز طے ہو جاتا ہے اور تمام مقام درجات کی سیر ہو جاتی ہے مرشد کامل وہی ہے جو اسم اللہ ذات کے طے کرنے میں تمام مطالب حل کر دے۔

بیت

باتو گویم بشنو ای اہل ہوس
ہر مطالب اسم اللہ با تو بس

اے اہل ہوس! میں تجھ سے کہتا ہوں سن! بس تو صرف اسم اللہ کو طلب کر' اسی سے سب مطالب پورے ہوتے ہیں۔

اسم اللہ ذات بڑی بھاری اور وزنی شے ہے اس کے اٹھانے کے لیے بڑا وسیع حوصلہ چاہیے اور مجلس محمدی ﷺ میں ہمیشہ حاضر رہنا چاہیئے۔

حدیث

اَلدُّنْيَا لَكُمْ وَالْعُقْبٰى لَكُمْ مَوْلٰى لِيْ

''دنیا اور عاقبت تمہارے لیئے مجھے تو مولی کافی ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں معراج شریف کے واقعہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ہے۔

مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى

(النجم:۱۷)

''نگاہ نہ کسی طرف پھری اور نہ حد ادب سے بڑی۔''

حدیث

لَوْ كَانَتِ الْجَنَّةُ نَصِيْبُ الْمُشْتَاقِيْنَ بِدُوْنِ جَمَالِهٖ فَوَاوَيْلَاهُ وَلَوْ كَانَتِ النَّارُ نَصِيْبُ الْمُشْتَاقِيْنَ بِجَمَالِهٖ فَوَاشَوْقَاهُ

''اگر مشتاقوں کے نصیب میں دوزخ ہو مگر انھیں وہاں دیدار الٰہی حاصل ہو تو وہ اسے اچھا سمجھیں گے۔''

ابیات

علم بہر از معرفت روشن ضمیر
ہر کہ خواند بہر دنیا بی نظیر

روشن ضمیر کے لیے علم معرفت بے حصہ ہے جو کوئی علم (معرفت) دنیا کے لیے پڑھے' تو بے نظیر ہے۔

علم بہر از تقویٰ اطاعت حق پسند
گر ترا عقل است بشنو ہوش مند

متقی کا علم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو پسند کرتا ہے اے ہوش مند اگر تجھے عقل ہے تو سن لے۔

عالم دین درم بی دین طلب
باتو گویم بشنو ای بی ادب

عالم دین اگر بے دین سے روپیہ طلب کرے تو اے بے ادب! تو سن لے میں تجھ سے کہتا ہوں۔

علم بہر از راز رہبر با خدا
با تو گویم بشنو ای سرہوا

علم راز کے لیے خدا تک رہبری کرتا ہے میں تجھ سے کہتا ہوں' اے نفسانی خواہشات کے بندے سن لے۔

علم زیادہ پڑھنا فرض عین نہیں ہے البتہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور گناہوں سے بچنا فرض عین ہے۔

حدیث

لَا فَرْقَ بَیْنَ الْحَیْوَانِ وَالْاِنْسَانِ اِلَّا بِالْعِلْمِ ط

''حیوان اور انسان میں جو چیز فرق کرتی ہے وہ علم ہے۔''

علم وہ ہے جو حق کی طرف لے جائے اور علم وہ ہے جس سے حق حاصل ہو۔ اور معرفت کے حق حقیقت کو پہنچ جائے اور مجلس محمدی ﷺ میں داخل ہو کر دیدار الٰہی سے مشرف ہو' علم کے معنی ہیں جاننا' لیکن کیا جاننا' کہ جس سے حق و باطل میں تمیز ہو سکے اور انانیت' کفر' شرک' کبر' خود پسندی' طمع' حرص' حسد' خواہشات نفسانی دور ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات میں فنا ہو جائے خواہشات نفسانی جاتی رہیں اور روح کو بقا حاصل ہو۔

بیت

ز دل چشم بکشا و بہ بین ذات نور
تو نفس این فنا کن روی در حضور

دل کی آنکھ کھول اور ذات باری کے نور کو دیکھ! تو اپنے نفس کو اس کے حضور میں فنا کر دے۔

ارشاد خداوندی ہے۔

وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ط

(الذریت' ۲۱)

''اور تم خود اپنے وجود میں ان نشانیوں پر غور نہیں کرتے۔''

بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان اگر کوئی پردہ ہے تو صرف یہی شیطان نفس ہے جب یہ شیطان درمیان سے اٹھ جائے تو معاملہ صاف ہے۔

بیت

ز شہرگ نزدیک چون گویند دور
اسم اللہ برد مارا در حضور

وہ (ذات خداوندی) شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے پھر اس کو دور کیوں کہتے ہیں؟ اسم اللہ کا ورد ہم کو حضور میں لے گیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ط

(البقرہ' ۱۱۵)

''پس تم جس طرف بھی منہ کرو گے پس اللہ تعالیٰ اسی طرف متوجہ ہے۔''

بیت

ہر طرف بینم بجلوۂ ذات نور
از تصور اسم اللہ باحضور

میں اس کی ذات کے نور کا جلوہ ہر طرف دیکھتا ہوں اللہ تعالیٰ کے اسم کے تصور سے حضور میں ہوں۔

وہ کونسی راہ ہے جس میں دعوت کا تمام علم و عمل یکبارگی عمل میں آتا ہے اور دعوت رواں ہو جاتی ہے اور عالم اطاعت سے عامل بن جاتا ہے اور توفیق طاعت ہاتھ نہیں آتی ہاں مرشد کامل کی توجہ' التفات اور اجازت سے حاصل ہو سکتی ہے۔

بیت

ہر کہ را مرشد نہ او شیطان مرید
ہر کہ بامرشد بود گو بایزیدؒ

جس کا کوئی مرشد نہیں وہ شیطان کا مرید ہے جس کا مرشد ہے تو اس کو کہو کہ وہ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ ہے۔

وہ کونسی راہ ہے؟ جس سے دعوت کا تمام علم و عمل یکبارگی میں آتا ہے اور دعوت رواں ہو جاتی ہے۔

اولیاء اللہ کی قبروں پر دعوت پڑھنے سے انسان عامل بن جاتا ہے وہ کونسی راہ ہے؟ جس سے معرفت' توحید' فقر' قرب' مشاہدہ بلا مجاہدہ پورے کا پورا حاصل ہوتا ہے اور فقیر ایک پلک جھپکنے کی دیر میں کامل ہو جاتا ہے اسم اللہ ذات کے تصور اور استغراق فی اللہ حضور سے یہ فیض اور بخشش الٰہی مرشد کامل سے ہاتھ آتی ہے۔

مرشد کامل کس عمل اور کس چیز سے پہچانا جاتا ہے اس کی بات کلمہ کن سے ہوتی ہے وہ طالبوں کو ذکر الٰہی میں مشغول کرتا ہے وہ نور ذات حضور کے مشاہدے اور توجہ اور تصور کے سوا اور کسی طرف خیال نہیں کرتا۔

جاننا چاہیئے کہ صاحب جو ہر فقیر کے قالب' قلب اور روح پاکیزہ ہوتے ہیں اور اس کا جسم' جان' وجود رحمان کی توحید گاہ ہوتا ہے کیونکہ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرب جمعیت عطا ہوتی ہے پس معلوم ہوا کہ اسم اللہ ذات کے تصور والا فقیر نہ ہی ذکر و فکر کی راہ جانتا ہے اور نہ ہی ورد و وظائف کی راہ جانتا ہے اور نہ ہی مراقبہ' مکاشفہ اور مجادلہ کا طریقہ جانتا ہے اور نہ ہی کشف و کرامات کا اور نہ ہی دنیاوی عز و جاہ و درجات کی راہ جانتا ہے وہ فنا فی اللہ ہوتا ہے اسے ذات حق لازوال کا عین بعین وصال حاصل ہوتا ہے صادق صاحب تصدیق اور باتوفیق طالب اللہ وہ ہے جو مرشد سے ایک تو مشاہدۂ نور ذات کی معرفت اور دوسرے باطن کی معموری طلب کرے طالب صادق الٰہی صحیح حضوری سے مشرف ہوتا ہے اسم اللہ ذات کا تصور گویا بے ریاضت راز ہے اس طریق کا پورا قدر دان قادری فیض بخش مرشد کامل ہے۔

حدیث

وَمَنْ اَرَادَ الدُّنْیَا فَھُوَ اَرَادَ الدُّنْیَا وَمَنْ اَرَادَ الْعُقْبٰی فَھُوَ اَرَادَ الْعُقْبٰی وَمَنْ اَرَادَ الْمَوْلٰی فَلَہٗ الْکُلُّ ط

"جس شخص نے دنیا کا ارادہ کیا اس کے لیے دنیا ہے اور جس

نے عقبیٰ کا ارادہ کیا اس کے لیے عقبیٰ ہے اور جس نے اللہ کا ارادہ کیا پس اسے سب کچھ مل جاتا ہے۔''

جاننا چاہیے کہ ذات صفات کا درجہ بغیر واسطہ کے آتا ہے جو کوئی کل الکلید توحیدات کے مشاہدات ہاتھ میں رکھتا ہے وہ لایحتاج اور بے نیاز ہو جاتا ہے وہ کسی سے التجا نہیں کرتا۔

شروع کی عمل دعوت میں کونسی دعوت کامل ہے اور وہ دعوت سب سے سخت اور غالب ہے وہ غالب دعوت تیغ برہنہ دعوت ہے باتوفیق دعوت پڑھنے کے پانچ طریقے ہیں دعوت کے بارے میں عامل اور کامل وہ شخص ہے کہ پہلے قرآن یا دعائے سیفی یا اسمائے باری تعالیٰ یا دور بدور کلمتہ اللہ مع اللہ کی دعوت پڑھے اور دعوت مع اللہ کے دور بدور پڑھنے کا جواب باصواب جانے پھر اس کے بعد اسی طرح مع حضرت محمد ﷺ دور بدو دعوت پڑھے اور جانے پھر اسی طرح دعوت مع حضرت آدم علیہ السلام تا خاتم النبیین ﷺ یا تمام انبیاء اور نبی اللہ مرسل اصفیاء علیہم السلام کے ساتھ پڑھے اور جانے پھر موکل فرشتہ کے ساتھ دور بدور دعوت پڑھے اور جانے پھر تمام شہداء' غوث' فقیر اور درویشوں کے ہمراہ دور بدور پڑھے اور جانے پہلے دعوت کا حکم اللہ تعالیٰ سے حاصل کرے پھر دعوت کی اجازت جناب سرور کائنات نبی کریم ﷺ سے حاصل کرے بعد ازاں تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور پنجتن پاک سے طلب کرے پھر حضرت پیر دستگیر شاہ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ از روئے کرم و لطف و مرحمت دعوت کا حکم دیں اور بعدازاں تمام انبیاء' اولیاء اللہ' مرسل و نبی' اصفیاء' غوث' قطب اور فقراء اجازت دیں اور اس کے بعد وہ دعوت میں عامل' کامل' مکمل اور کل الکلید بن جاتا ہے اور جس وقت دعوت پڑھنا

چاہتا ہے تو وہ کسی ولی اللہ کی قبر پر جو کہ تیغ برہنہ کی طرح ہو بیٹھ کر دعوت پڑھتا ہے اور قبر سے جواب باصواب لیتا ہے دعوت کا پڑھنا آسان کام ہے دعوت پڑھنے میں رجعت اور آفات بہت ہیں لیکن کامل صاحب دعوت کو نہ ہی رجعت ہوتی ہے نہ ہی زوال اور نہ ہی اسے حصار کی ضرورت ہوتی ہے وہ عارف باللہ ولی اللہ پروردگار کے ساتھ یگانہ ہوتا ہے۔کامل دعوت خواں کی نگاہ میں تمام غیبی ظاہری خزانے موجود ہوتے ہیں اسے کیا ضرورت ہے کہ کسی دنیا دار کے لیے دعوت پڑھے جو شخص دنیا یا کسی دنیا دار کے لیے دعوت پڑھتا ہے وہ ناقص ہے اسے دعوت کی ابتداء و انتہاء اور اس کا طریقہ نہیں آتا کامل شخص دعوت کو صرف تین کاموں کے لیے پڑھتا ہے تا کہ وہ دین کی برملا محافظت کر سکے کیونکہ الٰہی خزانوں کا تصرف اسے حاصل ہوتا ہے اس لیے اس کا دل دنیا کی طرف سے سرد ہو جاتا ہے اس کی نگاہوں میں سونا اور چاندی برابر ہیں وہ تین مواقع حسب ذیل ہیں۔

اوّل: یہ کہ بادشاہ اسلام نے لٹیرے اور ڈاکو کافروں سے جنگ کر رہا ہو۔

دوم: کوئی شخص دعوت پڑھتے وقت رجعت میں آ کر دیوانہ ہو گیا ہو۔

سوم: یہ کہ کسی عامل' عالم' وارث انبیاء کو کوئی مشکل مہم پیش آئی ہو۔

جب فقیر عمل دعوت کو ملحوظ نظر رکھے اور اسم اللہ ذات کے تصور و تصرف میں کامل' اکمل اور مکمل ہو تو اس کی ایک مرتبہ کی کامل توجہ خلوت' چلہ اور دعوت کے مجاہدہ اور ریاضت سے ہزار گنا بہتر ہے جو کامل فقیر توجہ' تصرف اور تصور کا عمل جانتا ہے اس کی لحظہ بھر کی توجہ تا قیامت تک قائم رہتی ہے بلکہ روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔

وارث انبیاء کی پہچان یہ ہے کہ اگر اسے علم ظاہری میں غلطی'

نفس یا سہو واقع ہو یا علماء کے ساتھ مقابلہ کرتے وقت پورا نہ اتر سکے تو ظاہری علم علوم کی قوت سے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تک کے تمام انبیاء کی طرف متوجہ ہو کر ان میں سے ہر نبی مرسل اور اصفیاء کی روح سے مصافحہ کر کے ملاقات کرے اور علم عطا و خطا کا ثواب و جزا اور صحیح و غلط کی توفیق الٰہی سے تحقیق کرائے۔
جو عالم باطن میں اپنے آپ کو مجلس محمدی ﷺ میں حاضر نہیں کر سکتا وہ وارث انبیاء کس طرح ہو سکتا ہے؟ کیونکہ وہ تو مردہ دل چوپایہ کی طرح ہے اور وارث انبیاء تو وہ شخص ہو سکتا ہے جو زندہ قلب اور زندہ روح ہو' نفسانی اور ناسوتی وارث انبیاء نہیں ہے۔

ارشاد خداوندی ہے۔

كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ط

(الجمعہ:۵)

"تو ان کی مثال ایک گدھے کی مثال کے مانند ہے جس نے اپنی پیٹھ کر کتابیں اٹھا رکھی ہیں۔"

بیت

علم باعمل است علمش راہبر
عالمان را دل صفا صاحب نظر

علم عمل کے ساتھ ہے اور عالم کا علم اس کا راہبر ہے عالموں کا دل صاف اور صاحب نظر ہیں۔
اور عارف باللہ اور فقیر ولی اللہ اُسے کہتے ہیں جو معرفت اور توحید کا لطیف اور شریف لباس زیب تن کرے اور ایک ہی گھونٹ میں توحید و

معرفت الٰہی کا سمندر پی جائے اور دم نہ مارے اور نہ ہی جوش و خروش دکھلائے ہمیشہ مجلس نبوی ﷺ میں حاضر ہو اور اللہ تعالیٰ کا منظور نظر ہو اور باری تعالیٰ اس کے مدنظر ہو فقیر حضرت محمد ﷺ کی اجازت اور حکم کے بغیر کوئی کام نہیں کرتا۔

ارشاد خداوندی ہے۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى (النجم:۳)

"اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔"

یہ مراتب معرفت' علم' کشف و کرامات' تجرید' تفرید' غوث' قطب' ابدال' اوتاد' توحید' تصور' تصرف' توجہ' تفکر' مراقبہ' مکاشفہ' محاسبہ' مجادلہ' قدرت' نور ذات' مشاہدہ فی اللہ' فنا بقاء دعوت اور رویت الٰہی کے ہیں۔ اسم اللہ ذات کے حاضرات سے ان تمام مطالب کا ایک لحظہ میں حاصل کر لینا آسان کام ہے لیکن اس مطلب کے لیے حوصلہ وسیع اور مجلس نبوی ﷺ کی دائمی حضوری باادب درکار ہے جو بہت مشکل بات ہے کیونکہ اس کے لیے دم ذات الٰہی میں اور قدم جناب سرور کائنات ﷺ کے قدم مبارک پر رکھنا چاہیے اور پھر اس پر مرتے دم تک ثابت قدم رہنا چاہیے تاکہ وہ اپنی جان اس دنیا سے سلامتی کے ساتھ لے جائے۔

ارشاد خداوندی ہے۔

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ط

(الحجر:۹۹)

"اور مرتے دم تک اپنے رب کی عبادت میں رہو۔"

یعنی انسان کو چاہیے کہ وہ اس قدر خدا کی عبادت میں استغراق حاصل کر لے کہ اس کو عین الیقین کا رتبہ مل جائے۔

یہ مراتب ان لوگوں کے ہیں جو عارف حق الیقین' دین میں پختہ اور عنایت الٰہی سے دم باقدم بے غم ہوں۔

جاننا چاہیئے کہ تمام دنیا کے لوگ تین قسم کے ہیں۔

اوّل: محجوب یعنی اہل دنیا ان کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان پردہ ہوتا ہے نیز اس دنیا میں علم کا حجاب بھی ہوتا ہے جو رحمٰن کے مخالف اور نفس دنیا اور شیطان کے موافق ہو۔

چنانچہ حدیث قدسی میں ہے کہ۔

اَلْعِلْمُ حِجَابُ اللّٰہِ الْاَکْبَرُ ؕ

"علم بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان بہت بڑا حجاب ہے۔"

اس قسم کے لوگ منافق' کافر' جھوٹے اور صاحب نفس امارہ ہوتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ؕ

(یوسف' ۵۳)

"اور میں خواہش سے مبرا نہیں۔ بے شک نفس امارہ برائی کی آماجگاہ ہے مگر جس پر میرا رب رحم کرے وہ بچ جاتا ہے بے شک میرا رب بخشنے والا ہے۔"

دوم: فرقہ طریقہ وہ ہے جنہیں مجذوب اہل کشف کہتے ہیں۔ یہ لوگ ولایت نور اور روشن ضمیری کے شروع میں ڈر کر افسوس' عبرت' حیرت اور جذب سے رجعت کھا کر نامکمل اور ادھورے رہتے ہیں۔ ایسے لوگ

اہل حجاب ہیں اور معرفت سے محروم رہتے ہیں۔

سوم: محبوب لوگوں کا فرقہ ہے یہ لوگ روحانی زندہ دل پورے کے پورے فانی النفس ہوتے ہیں ان لوگوں کو لاہوت کے ابتداء ہی میں لوح ضمیر کا مطالعہ نصیب ہوتا ہے ظاہر و باطن میں آفتاب کی طرح ہمیشہ بے حجاب ناظر ہوتے ہیں اور توحید و معرفت کے ہر مقام میں اور ہر نبی اور ہر ولی کی مجلس میں حاضر ہوتے ہیں پس معلوم ہوا کہ اہل نفس کو مردار میں لذت حاصل ہوتی ہے لیکن قلب بیدار کی زندگی ذکر و فکر کے شوق' مراقبہ اور مکاشفہ میں ہے اور اہل روح کو راحت و فرحت' نشاط' عیش و عشرت' خوشی و خرمی' طلب' جمعیت' لذت' ذوق و شوق' رویت الٰہی میں مستغرق ہونے اور مشرف بدیدار نور پروردگار ہونے سے حاصل ہوتے ہیں یہ مراتب اس شخص کے ہیں جسے اسم اللہ ذات کا تصور حاصل ہے اور جو روحانی عین العیانی ہے اور جسے قرب الٰہی حاصل ہے ایسا شخص جہاں کہیں جاتا ہے دونوں جہاں کا تماشا ہاتھ کی ہتھیلی اور پشت ناخن پر سے کر سکتا ہے۔ اسے لکھنے پڑھنے' دائرے پُر کرنے کے علم کی اور تین انگلیوں میں قلم پکڑنے کی کیا ضرورت ہے جو اسم اللہ ذات' اسم محمد ﷺ' اسم اعظم اور اسماء الحسنیٰ' کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ اور تمیں حروف کے درجات اور قرآنی آیات کے تصور کے حاضرات کی ہر ایک کنہ کو جانتا ہے اور باکنہ پڑھتا ہے وہ جس مقام میں چاہے خود کو پہنچا سکتا ہے خواہ مقام فنائے نفس میں' خواہ مقام صفائی قلب میں' خواہ مقام روح میں اور خواہ مقام لقاء میں' یہ مراتب فقرا کے ہیں اے احمق' بے ادب اور بے حیاء! سن! اگر تو آئے گا تو دروازۂ رحمت الٰہی کھلا ہے اور اگر نہ آئے گا تو اللہ تعالیٰ کی ذات بے نیاز ہے۔

عارف لوگ عبرت اور حیرت میں پریشان ہیں کیونکہ حساب گاہ اور تماشائے میدان حشر ان کے مدنظر ہے وہ جانتے ہیں کہ ہر روز کسی کی نئی شان میں ہوتا ہے اسی لیے اہل تصوف کبھی امید میں اور کبھی خوف میں رہتے ہیں۔

اے عزیز! تجھے جان لینا چاہیے کہ ذکر مراقبہ' خواب' موت' عیان بے مثل' توصل' فنا و بقاء لامکان اور لقا کی شرح الگ الگ ہے بعض مراتب کو خواب کی تعبیر سے اور بعض مراتب کو علم تفسیر سے اور بعض مراتب کو روشن ضمیری سے اور بعض مراتب کو معرفت مشاہدہ' بعض مراتب کو باقرب حال و احوال اور وصال سے اور بعض کو کونعم البدل سے اور بعض کو علم ازلی کے فیض سے اور بعض مراتب کو موت نفس کے دیدار مطلق۔

"مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْ"

"مرنے سے پہلے مر جاؤ" سے حاصل کر سکتے ہیں۔ ان مراتب میں سے ہر ایک کی تحقیق ظاہری اور باطنی طریق سے ہو سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ

"اور میری توفیق اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔"

مثلاً جو زندہ قلب ہے' اسے وصال' لازوال' حال' کمال' احوال' جمیت' جمال۔

اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ وَيُحِبُّ الْجَمَالُ

"بے شک اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور وہ جمال کو پسند کرتا ہے"

اور مشاہدۂ عین جمال کے مراتب ملتے ہیں اور جو مردہ دل ہے' وہ

طالب دنیا' تارک الصلوٰۃ' شراب خور' بدعتی' راگ کا سننے والا' خام خیال' شیطان کا مصاحب اور نفس کا تابع ہوتا ہے۔ خواہ وہ عالم فاضل ہو' خواہ جاہل' قلب اور قلب کا ذکر' قلب کی روشنی اور قلب کی جمعیت صرف زندہ قلب کو حاصل ہوتی ہے۔

شرح دعوت

اور دینی مہمات کے لیے شروع میں دعوت پڑھی جاتی ہے اس مطلب کے لیے ناقص دعوت پڑھنے والا پہلے نماز استخارہ پڑھتا ہے ایسے شخص کو عامل دعوت کہتے ہیں اور جو شخص اس مطلب کے لیے قوت توفیق سے مراقبہ میں جائے' ایسے صاحب دعوت کو اہل کامل کہتے ہیں اور جو باطنی قوت سے غیبی فتوحات اور لاریبی واردات حاصل کر سکے۔ اور عین العیانی اور روحانی الہام لے سکے۔ ایسے صاحب دعوت کو مکمل کہتے ہیں اور جو اسم اللہ ذات کے حاضرات اور قرب الٰہی سے لوح محفوظ کا تحقیقی مطالعہ یا لوح ضمیر کا تصور کر سکے۔ ایسے صاحب دعوت کو اکمل کہتے ہیں اور جو ان سب مراتب دعوت پر حاوی ہو وہ صاحب دعوت ناظر حاضر دونوں جہاں کا بآسانی نظارہ کر سکتا ہے دعوت پڑھنے سے فقیر ناظر حاضر کی ایک مرتبہ کی توجہ ہزاراں ہزار درجہ افضل ہے۔ جو توفیق طریق کی توجہ سے واقف ہے اسے دعوت پڑھنے کی ضرورت نہیں رہتی اس کی توجہ ہی سے کام دن بدن ترقی پر ہوتا ہے اور وہ قیامت تک رکتا نہیں ہے۔

اہل دعوت کامل کو دعوت قفل کہتے ہیں اس دعوت قفل میں بہ تصور قرآن شریف پڑھا جاتا ہے چنانچہ جتنے بھی اہل دعوت روئے مین پر ہوتے ہیں' پہلے دعوت قفل پڑھنے سے ان کے قفل اس طرح بند کر لیے جاتے ہیں کہ دعوت کا ایک حرف بھی رواں نہیں ہوتا۔ اس

رجعت سے یا تو سارے جسم میں طرح طرح کی بیماریاں اس ملک میں بارش کی قلت ہوتی ہے اور یا غلے کا قحط پڑتا ہے یا لوگوں میں وبائی امراض پھوٹ پڑتے ہیں۔

دوم: دعوت مکمل کلید دعوت ! اس میں قرب الٰہی سے مجلس حضرت محمد ﷺ کے حضور میں بامنظوری قرآن شریف پڑھا جاتا ہے جس سے ازل' ابد' دنیا' عاقبت اور معرفت کے دروازوں کے قفل کھل جاتے ہیں اور یہ کہ سب کچھ عین بعین دکھلائی دیتا ہے۔

سوم: دعوت توحید اکمل اس میں اولیاء اللہ کی قبروں پر دعوت پڑھی جاتی ہے جس کے ذریعے ہر ایک روح سے جواب باصواب حاصل کیا جاتا ہے۔

چہارم: دعوت جامع النور اس دعوت کے پڑھنے والے کے تصرف میں دونوں جہان ہوتے ہیں اس کے مغز و پوست میں نور ذات الٰہی سرایت کرتا ہے اور ذات الٰہی میں مستغرق رہتا ہے اور ہر قسم کی لذات اور لذات حیوانات کو ترک کیے ہوئے ہوتا ہے اگر کہیں کھالے تو وجدانی ذکر الٰہی کی آگ سے قرب نور قربانی سے اور تجلیات نور سلطانی سے جل کر خاک سیاہ ہو جاتا ہے اور بود سے نابود ہو جاتا ہے۔ صفائی باطنی کی وجہ سے دنیا اور آخرت کی کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں رہتی اس قسم کا عارف باللہ اور معرفت کا سمندر بھی پی جائے تو نہ ہی ظاہر کرے گا نہ ہی جوش و خروش کرے گا بلکہ وہ اپنے جسم پر شریعت کا لباس ہمیشہ پہنے رہتا ہے اور شریعت میں کوشش کرتا رہتا ہے۔

دعوت کی چار قسمیں ہیں۔

۱۔ دعوت قفل کامل

۲۔ دعوت کلید مکمل

۳۔ دعوت توحید اکمل کمال باقرب اللہ وصال لازوال۔

۴۔ دعوت جامع النور غرق فنا فی اللہ روشن ضمیر

عالم باللہ اور فقیر فی اللہ دونوں جہان پر حکمران ہوتا ہے۔

شرح دعوت کل الکمال عین الجمال

اس دعوت والا پارسا ہاتھ میں سنگ پارس لاتا ہے جس سے وہ لایحتاج ہو جاتا ہے اس مرتبہ کے پارسا کو رجعت نفس لاحق نہیں ہوتی چنانچہ کہا گیا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْفُقَرَآءَ الْغَنِیُّ

(الحدیث)

"اللہ تعالیٰ غنی فقراء کو پسند فرماتا ہے۔"

شرح: مکار پارسا کسی ادھورے اور نامکمل کے چلیے چانٹے ہوتے ہیں۔

دعوت کی بنیاد علم تکثیر کیمیا اکسیر ہے۔ علم کیمیا کے بغیر اکسیر رواں نہیں ہوتی علم دعوت میں رجعت' راندگی' جنونیت' حوادث' آفات' رنج و بلا' دیوانگی' بے قراری اور بے جمعیتی بہت ہے۔ کاملوں کو نہ رجعت کا خوف' نہ حصار کی ضرورت' بلا و مصیبت سے فارغ اور صاحب احوال لازوال ہوتے ہیں ناقص دعوت خواں دعوت پڑھ کر خراب ہوتا ہے۔

مرشد کامل کی اجازت سے خام خیال دعوت کا عمل میں اور کل و جز کا قبضے میں لانا بالکل آسان ہے لیکن اگر ناقص تمام عمر بھی کوشش کرتا رہے تو بھی اس کے لیے دعوت کا ہاتھ آنا بہت مشکل ہے جو دعوت میں

کامل ہے وہ گدا نہیں ہے بلکہ وہ حکم خداوندی اور سرور کائنات ﷺ کی اجازت سے تمام مشرق سے مغرب تک ہر ملک وولایت کا حاکم ہے اہل اللہ صاحب دعوت نبی کریم ﷺ کے اصحاب کی مانند تیغ برہنہ ذوالفقار قاتل کفار ہاتھ میں لیے دین بالیقین کا پکا ہوتا ہے جب فقیر کاملیت کے مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے تو سب سے پہلے طالب اللہ کو اسم اللہ ذات کے حاضرات سے باطن میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تک قیامت تک آنے والے سارے انبیاء، اولیاء، مومن، مسلمان، غوث، قطب، فقیراور درویشوں کی روحوں سے ملاقات کراتا ہے اور ہر ایک کے نام اور صورت سے آشنا کراتا ہے اور کامل شخص طالب کوعلم دعوت کے شروع ہی میں ولایت کے مرتبے پر پہنچا دیتا ہے اور تمام اہل ذکر وفکر، اہل مجاہدہ و مشاہدہ، اہل نفس و ہوا، زندہ قلب، اہل روح بقا، اہل درویش اور فقیر، جو مختلف ملکوں، ولایتوں مختلف گھروں، صوبوں، پرگنوں، شہروں، مختلف ناموں اور شانوں کے ساتھ رہتے ہیں سب سے ورد وظائف کی قوت کے ذریعے آشنا کراتا ہے اس واسطے کامل اور اکمل اہل دعوت کی اجازت ہر مشکل مہم کو آسان کرنے والی ہوتی ہے۔

شرح دعوت

صاحب عمل دعوت، عامل کامل، اکمل، مکمل الکلید ہوتا ہے صاحب دعوت کی انتہا خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کا مقام ہے یہ دعوت ہی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ قرآن شریف و دور مدور پڑھا جاتا ہے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جناب سرور کائنات خاتم النبیین ﷺ تک کے سارے نبیاء اور مرسل اور اصفیاء کی روحوں کے ساتھ مل کر قرآن شریف پڑھا جاتا ہے آنحضرت ﷺ کی مجلس اقدس میں صحابہ کبار رضوان

اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، امام شہدین، معصوم امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضور اکرم ﷺ کے تمام صحابہ کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ساتھ قرآن شریف پڑھا جاتا ہے اس میں ہر ایک فقیر، درویش، غوث، قطب، ابدال، اوتاد، ولی اللہ، عارف باللہ واصل الی اللہ صاحب منصف مراتب، مومن اور مسلمان کی روحیں قرآن شریف پڑھتی ہیں جب اللہ تعالیٰ سے باترتیب دورمدور قرآن شریف پڑھا جاتا ہے تو ایک دم میں ہزارہا الہام ہوتے ہیں اور گردا گرد ایک ہاتھ کے فاصلے پر تمام انبیاء و اولیاء اور اہل اسلام کی روحیں صف بصف اور ان کے گرد فرشتوں کی صفیں کھڑی ہوتی ہیں اور ان میں سے ہر ایک سے روحانی حکم و اجازت اور رحمانی قرب لے کر رات کے وقت دعوت پڑھنے کے لیے تیغ برہنہ کے عامل اولیاء اللہ کی قبروں پر جا کر دعوت پڑھتا ہے جس سے جواب باصواب اور ماضی، حال اور مستقبل کے حقائق اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ملتے ہیں اس قسم کا عامل اہل دعوت، دعوت پڑھنے کے لائق ہے، وہ مغفور وجود ہوتا ہے اسے نہ حصار کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ رجعت کا کوئی خوف ہوتا ہے دعوت پڑھنے والا عارف باللہ لازوال اور فقیر فقراء وصال ہو جاتا ہے پھر وہ جس مقام پر بیٹھے گا دونوں جہاں کا نظارہ ہاتھ کی ہتھیلی اور یا ناخن کی پشت پر دیکھ لے گا اسم ذات کے تصور سے دعوت قبور کا عامل اسی قسم کا ہوتا ہے۔

حدیث

اِذَا تَحَيَّرْتُمْ فِي الْأُمُوْرِ فَاسْتَعِيْنُوْا مِنْ اَهْلِ الْقُبُوْرِ

"جب تم کسی معاملہ میں حیران ہو جاؤ تو قبر والوں سے مدد

مانگو"۔

کیونکہ تصور دعوت میں انسان کو کل و جز تمام غیبی خزانے حاضر دکھائی دیتے ہیں وہ ان پر متصرف و قابض ہو جاتا ہے جس وقت اس قسم کی دعوت اور یا اسم اللہ ذات کا تصور جم جاتا ہے تو صاحب تصور و دعوت اللہ تعالیٰ کا منظور نظر' باجمیعت' مستغرق فی اللہ' ولی اللہ متوجہ ہو کر توجہ' تفکر اور مراقبہ سے مقام محبت و معرفت اور مشاہدۂ نور ذات حق میں آتا ہے تو اس وقت عرش اکبر جنبش کھا کر کہتا ہے کہ کاش میں فرش زمین پر ہوتا کہ مجھ پر کلام الٰہی اور عبادت الٰہی کی جاتی ہے اور فرشتے رو رو اور پکار پکار کر کہتے ہیں کہ ہائے افسوس! ہم انسان ہوتے تو ہمیں بھی ان کے سے مراتب حاصل ہوتے یہ علم محض ازلی فیض کا حصہ ہے اور عطاء و فضل الٰہی ہے۔

ارشاد خداوندی ہے۔

عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ ؕ

(العلق: ۵)

"انسان کو وہ کچھ سکھایا جسے وہ جانتا نہ تھا۔"

بیت

گفت باہو " گوش کن بہر از خدا
طلب کن حق معرفت وحدت لقا

باہو (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے کہا خدا کے لیے غور سے سنو! اللہ تعالیٰ سے معرفت اور توحید کی لقاء طلب کر۔"

حدیث قدسی

أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي فَلْيَظُنَّ مَا يَشَاءُ وَأَنَا مَعَ حِيْنِ يَذْكُرُ فِي نَفْسِي ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي وَإِذَا ذَكَرَنِي فِي الْمَلَاءِ ذَكَرْتُهُ فِي الْمَلَاءِ خَيْرٌ مِّنْهُمْ وَمَنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ شِبْرًا فَقَدْ تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا وَمَنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا فَقَدْ تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا وَمَنْ جَاءَ إِلَيَّ يَمْشِي جِئْتُ إِلَيْهِ هَرْوَلَةً ؕ

"میں اپنے بندے کے خیال کے نزدیک ہوں پس جو چاہے وہ میرا خیال کرے جس وقت وہ مجھے یاد کرے گا میں اس کے پاس ہوں اگر وہ خفیہ اپنے دل میں یاد کرے گا تو میں اسے اپنے دل میں یاد کروں گا اگر وہ مجھے کھلا یاد کرے گا تو میں بھی اس سے بڑھ کر کھلم کھلا یاد کروں گا جو میری طرف بالشت بھر بڑھے گا تو میں ہاتھ بھر اس کی طرف بڑھوں گا اور جو ہاتھ بھر بڑھے گا تو میں اس سے بھی زیادہ بڑھوں گا اگر کوئی میری طرف آہستہ چل کر آئے گا تو میں اس کی طرف بھاگ کر آؤں گا۔

بیت

ہر کہ فی اللہ گشت فانی باخدا
نور نور ذات فی اللہ شد بقا

الٰہی قسم! جو کوئی اللہ تعالیٰ کی ذات میں فنا فی اللہ ہو گیا اس کے نور نے اللہ تعالیٰ کی ذات کے نور میں غرق ہو کر بقا حاصل کر لی۔

جو فقیر فقر کے سلطان الاوہام کے مراتب پر پوری طرح پہنچ جاتا ہے اسے قربِ الٰہی سے علوم کی وحی اور الہام کا مرسل قدرتِ الٰہی سے ہزار ہا بار' بلکہ بے شمار پیغام پہنچاتے ہیں اور علم الدنی اور وارداتِ غیبی اس پر وارد ہوتی ہیں عارف باللہ اسم اللہ ذات کے تصور سے ایک دم میں ہزار ہا' بلکہ لاکھوں کروڑوں مقامات طے کرا دیتا ہے اور جو کچھ غل و غش' غلاظت' کدورت اور خناس خرطوم کے واہمات و خطرات کا زنگار دور کر دیتا ہے اس کا پر نور دل اسم اللہ ذات اور دائمی حضوری کے سوا اور کسی طرف مائل نہیں ہوتا اس مقام پر پہنچ کر دل کو بہت سکون ملتا ہے اور وہ روشن ضمیر ہو جاتا ہے اور نفس پر حکمران ہو جاتا ہے یہ فنا فی اللہ فقیر کے مراتب ہیں جس کی نگاہ اثر پیدا کرتی ہے اور وہ ایک نگاہ سے جہاں چاہے پہنچا سکتا ہے اگر ذاکر کسی شخص کے وجود میں نگاہ کرے تو اس کی تاثیر سے اس کے قلب و قالب میں اسم اللہ ذات سرایت کر جاتا ہے اور تمام بدن اور دل میں اسم اللہ کا نقش خوش خط لکھا ہوا دیکھتا ہے لیکن یہ مراتب ناقص ہیں اگرچہ اسم اللہ ذات کے تصور سے ذکر کی گرمی ہوتی ہے اور مردہ دل میں بھی نظر کے ساتھ گرمی آجاتی ہے لیکن جب تک اسے مشاہدہ اور معرفتِ الٰہی اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی حضوری حاصل نہ ہو' تب تک اس پر یقین نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اس قسم کے مراتب حرص و ہوا کے حامل مبتدی کے لیے فقر محمدی ﷺ اور معرفتِ الٰہی سے دوری کا باعث ہیں۔

شرح دعوت

وہ دعوت کونسی ہے؟ کہ جس پر عمل کرنے سے دونوں جہاں کے مطالب حل ہوتے ہیں اور وہ دعوت کونسی ہے کہ جس کے پڑھنے سے کافر' کاذب' راہزن' منافق اور زندیق دشمن کے ہزارہا لشکر حیرت و عبرت میں

آجاتے ہیں اور بیدل ہو کر حاضر ہوتے ہیں اور دینِ محمدی ﷺ اختیار کرتے ہیں اور وہ دعوت کونسی ہے؟ کہ قرآن شریف اور اسمائے الٰہی پڑھنے سے تمام دشمن اندھے اور نابینا ہو کر صلح کر کے اور روشن چشم بن کر حاضر حضور ہوتے ہیں اور وہ کونسی دعوت ہے؟ کہ قرآن شریف پڑھنے سے دشمن سالارِ لشکر خود سے بے خود و دیوانہ ہو جاتا ہے انہیں نہ ہتھیار یاد رہتے ہیں اور نہ انہیں گھر کی سدھ بدھ رہتی ہے نہ ہی وہ بول سکتے ہیں' بلکہ حیران و پریشان و خراب حال رہتے ہیں جب تک کہ وہ اس عامل کو نہ دیکھ لیں تب تک وہ تسکین' ہوشیاری اور صحت حاصل نہیں کر سکتے وہ کونسی دعوت ہے جس میں قرآن حکیم پڑھنے کے شروع ہی میں جن و انسان' فرشتے اور مؤکل پوری طرح مسخر ہو جاتے ہیں۔

وہ دعوت نبی کریم ﷺ کے روضۂ مبارک مدینہ شریف پر قرآن مجید کا حسبِ ذیل طور پر پڑھنا ہے کہ قبر مبارک پر انگلی سے پہلے محمد بن عبداللہ لکھے اور پھر۔

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

(الاحزاب: ۵۶)

''بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی محترم پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی آپ ﷺ پر درود بھیجا کرو اور خوب سلام پیش کیا کرو۔''

اور سلام پیش کرنے کے بعد قبر مبارک کے اردگرد سورۂ مزمل یا انا فتحنا پڑھے اور متوجہ ہو کر مراقبہ کرے۔

انشاء اللہ تعالیٰ مقصد جلد حاصل ہوگا یہ روضہ نبی کریم ﷺ کی

دعوت عظیم ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے آنکھ جھپکنے کی دیر میں اپنا رنگ دکھائے گی۔

وہ دعوت کونسی ہے؟ جس سے تمام الٰہی غیبی خزانے زمین سے باہر نکال کر خرچ کر سکتا ہے اور مشرق سے مغرب تک کے تمام بادشاہ اس کے مسخر، حلقہ بگوش غلام، مرید اور تابعدار ہو جاتے ہیں۔

وہ کونسی دعوت ہے؟ جس میں اسم اعظم پڑھا جاتا ہے اور مٹی اور سنگریزہ پر دم کیا جاتا ہے اور وہ سونا یا چاندی بن جاتے ہیں اور وہ کونسی دعوت ہے؟ جس سے دنیا اور عاقبت کی صحبت دل سے جاتی رہتی ہے اور ہمیشہ کے لیے دل سیر ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغولیت کی وجہ سے ملک سلیمانی کو بھی خاطر میں نہیں لاتا اور وہ دنیا اور عقبیٰ کو اختیار نہیں کرتا بلکہ ہمیشہ معرفت دیدار الٰہی میں مستغرق رہتا ہے فقیر کی گدائی اور روح کے ساتھ باطنی صفائی کا اتصال اور نفس خلاف سے جدائی بڑی اچھی بات ہے۔

حدیث

اَلدُّنیَا قَوْسٌ وَّ حَوَادِثُھَا سِھَامٌ وَّالْاِنْسَانُ فِیْھَا ھَدَفٌ فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہِ حَتّٰی نَجَاتُ النَّاسِ ؕ

''دنیا کمان کی مانند ہے اس کے حادثات تیر ہیں اور انسان اس کا ہدف (نشانہ) ہے پس اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو یہاں تک کہ تم ان سے نجات حاصل کرلو۔''

ارشاد خداوندی ہے۔

وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰی کَمَا خَلَقْنٰکُمْ اَوَّلَ مَرَّۃٍ ؕ

(الانعام: ۹۴)

''اور البتہ تم ہمارے پاس اکیلے آئے جیسا کہ تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا گیا تھا۔''

شرح دعوت

زندہ دل، دعوت میں کامل اگر دعوت پڑھے تو اللہ تعالیٰ کے کلام مجید کی برکت سے ایک دم میں ہر مشکل حل کر دیتا ہے اور مہمات سرانجام پاتی ہیں زندہ قلب، زندہ دل اور دعوت میں مکمل شخص کو شروع سے الہام ہو جاتا ہے اور تمام مہمات مکمل طور پر سرانجام ہوتی ہیں اور وہ اپنے منتہائے مقصود کو پہنچ جاتا ہے صاحب آواز، وحدانیت واحد اور کل الکلید سے ایک لحظہ میں دعوت روح کلی کے سبب ہر مہم اور ہر مشکل حل ہو سکتی ہے اور ہر حقیقت حال کا وصال جمال حاصل ہو سکتا ہے جذب دعوت اور قرب اللہ ذات کی دعوت کے تصور سے تمام اہم امور مطلب و مقصد تک پہنچ جاتے ہیں لیکن یہ ساری دعوتیں سراسر بت خانہ ہیں اور ان کا عامل تیز ہوا میں اڑنے والے پرندے کی طرح ہے مطالب کا تیز زبان کی کمان سے نکلتے ہی نشانے پر بیٹھتا ہے اور ارواح کے وسیلے کے ساتھ کام کی قوت و توفیق حاصل ہوتی ہے اور تمام مطالب حاصل ہو جاتے ہیں اس قسم کی دعوت بھی کچھ نہیں ہے اہم کاموں کو سر انجام دینے کے لیے کامل، مکمل اور عامل دعوت خواں وہی ہے جسے قرب و توحید الٰہی سے توجہ، تصور، تصرف، تفکر اور اشتغال الٰہی کے ساتھ معرفت وصال حاصل ہو۔ اس قسم کا صاحب دعوت دونوں جہان کا نظارہ دیکھتا ہے اور دونوں جہان کا تماشہ اس کی نگاہوں کے سامنے حاضر رہتا ہے اور یا یہ کہ منتہی عامل کامل اہل دعوت قرب حضور سے آگاہ ہوتا ہے قرب الٰہی کی نظر نگاہ سے قوت جمعیت اسے حاصل ہوتی ہے دعوت سے ہر کام توحید کے ساتھ آسان ہو

سکتا ہے وہ صرف اللہ تعالیٰ کو جانتا ہے جب وہ توجہ کرتا ہے۔

پھر اسے لب ہلانے کی ضرورت نہیں رہتی یہ ہے دعوت جو وہ صرف توجہ کے عمل سے پڑھتا ہے اگر کسی شخص کو دعوت کے پڑھنے' نقش و دائرہ پر کرنے اور یا مؤکل اور یا جنونیت اور آسیب سے رجعت لاحق ہو تو اس کا علاج صرف اسم اللہ ذات کا تصور ہے۔ معرفت کی معراج اسے حاصل ہو جاتی ہے جو دعوت پڑھنے کے لائق ہوتا ہے جو اسم اللہ ذات کے تصور سے دعوت پڑھتا ہے وہ اہل دیدار ہے' ناسوتی اہل مردار سے یہ کام نہیں ہو سکتا۔

ابیات

دل بیدار ز حق دیدار جوید
بہر سخنی ز حق دیدار گوید

زندہ دل اللہ تعالیٰ کا دیدار تلاش کرتا ہے ہر بات پر اللہ تعالیٰ سے دیدار کی آرزو کرتا ہے۔

زندگی دل روا باشد گواہی
کشش ازوی کشش بادل آگاہی

دل کی زندگی کو اللہ تعالیٰ کی گواہی ہی بہت ہے اس کی طرف سے کشش دل آگاہ کی کشش ہے۔

دلم را راز شد از راز اللہ
خطی برکش بگرو ماسوی اللہ

میرے دل پر اللہ تعالیٰ کے رازوں میں سے ایک راز منکشف ہوا اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز پر خط تنسیخ پھیر دے۔

کسی از خود فناشد آنچہ نام است
فنا فی اللہ تعالیٰ باتمام است

جس کا نام ہے وہ خود بخود فنا ہو گیا جو فنافی اللہ ہے اسے ہی تمامیت حاصل ہے۔

چواخگر آتشی یک رنگ نام است
ولی گردی بخاکستر تمام است

جیسے چنگاری آگ کے ایک رنگ کا نام ہے اگرچہ وہ اس میں مکمل خاکستر ہو گیا ہے۔

چنان حباب برآبش نمودن
شود با آب در آبش ربودہ

جیسے کہ بلبلہ پانی پر ظاہر ہوا وہ پانی میں جا کر پانی ہو جاتا ہے۔

جسم فی اللہ نور کردہ بہروش
ذکر توزش نور زو بالا عرش

جسم اللہ میں فنا ہو کر ہر طرح نور ہو گیا اس کے ذکر نور کی وجہ سے عرش کے اوپر بھی نور ہی نور ہو گیا۔

منم بیدل کہ دل بامن نماندہ
کہ ورد روز و شب دیدار خواندہ

میں بے دل ہوں کہ دل میرے پاس نہ رہا کیونکہ شب و روز کے ورد میں میں نے دیدار ہی طلب کیا۔

پرسیدم زدل دیدار دیدہ
بگفت دیدہ ولی دیگر ندیدہ

میں نے دل سے معلوم کیا کہ تو نے دیدار دیکھا؟ اس نے جواب

دیا اس وقت ہی دیکھا لیکن پھر نہ دیکھا۔

کسی بیندز دل دیدار دائم
روا باشد کہ دل باروح قائم

جو شخص دل سے ہمیشہ دیدار کرتا ہے اس کا دل روح کے ساتھ قائم ہو گیا۔

کہ نفسی شد فنا باقرب اللہ
دلش شد روح و روح غرق فی اللہ

قرب خدا سے جس کا نفس فنا ہو گیا اس کا دل روح ہو گیا اور اس کی روح اللہ میں غرق ہو گی۔

دو عین یک نظر عینک نماید
حضوری معرفت از دل کشاید

عینک سے دونوں دونوں ذاتیں ایک نظر آتی ہیں معرفت کی حضوری دل سے کھلتی ہے۔

ازل تا ابد بادیدار بودم
زابد دیدہ بادیدار بودم

ازل سے ابد تک میں دیدار میں تھا ابد سے دیکھ رہا تھا کہ میں دید میں تھا۔

دویم یک گشتہ دریک روز بینم
ز حق منکر نیم ہر روز بینم

ایک دن میں نے دیکھا دونوں ایک ہو گئے ہیں میں اللہ تعالیٰ کا منکر نہیں ہوں (میں اس کو) ہر دن دیکھتا ہوں۔

از ہزاران کسی بود آنجا رسیدہ
کہ غرق ماسوای مطلق بریدہ

ہزاروں میں سے کوئی ایک آدھ ہو گا جو غیر سے قطع تعلق کر کے محو مشاہدہ حق ہوا ہو اور وہاں پہنچا ہو۔

زدیدہ نور نوری نور راز است
کہ چشم معرفت اور اچو باز است

جب کسی کی معرفت کی آنکھ کھل جاتی ہے تو پھر آنکھوں سے بھی نور بہتا ہے یہ نور راز ہوتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے۔

وَمَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى

(بنی اسرائیل:۷۲)

"اور جو شخص اس دنیا میں اندھا رہا وہ آخرت میں بھی اندھا ہو گا۔"

پس معلوم ہوا کہ ہر ایک دعوت، علم دعوت، رخصت دعوت اور روحانیت دعوت کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کیونکہ دعوت میں پانچ چابیاں ہیں جو حکم حضوری سے ہیں جو ان چابیوں سے بے خبر ہے وہ ناقص اور اہل تقلید ہے جس قفل میں بھی وہ ان کو ڈالے گا وہ ان کے ذریعے کھول لے گا۔

اول: کلید فیض الفضل

دوم: لوح محفوظ کے مطالعہ سے ازلی نصیبہ معلوم کرنا۔

سوم: نعم البدل

چہارم: کلید جس سے رجعت اور خلل دور ہوتے ہیں۔

پانچویں: کلید اس سے عامل ایک ہی نگاہ میں ہر ایک عمل و دعوت پڑھ سکتا ہے۔

یہ ہے چابیوں کا گچھا جس کی اصل توحید الٰہی ہے دعوت کا پڑھنا اور مؤکل کو مسخر کرنا کوئی آسان کام نہیں دعوت کے پڑھنے میں ایک لاکھ تئیس ہزار رجعتیں ہیں کہ جس کے پڑھنے سے بعض کے وجود میں علم و وظائف کے غلبات سے دیوانگی، فقر، ہلاکت اور بے اعتباری آجاتی ہے اور بعض کو انانیت کی رجعت لاحق ہوتی ہے اور بعض کو رجوعات اور مسخرات خلق کی لیکن کامل اور عامل مرشد صاحب دعوت وہ ہے جس کا طالب ہر مرتبے، ہر رجعت اور ہر مقام پر غالب ہو، انتہائی دعوت کاملیت اور قرب دیدار، دل بیدار، روح نظارہ اور مشاہدہ اسرار پروردگار سے رواں ہوتی ہے رجعت کے معنی ہیں غیر حق کی طرف رجوع ہونا جو کہ باطل ہے۔

رباعی

دعوت کامل بود کامل کرم
کامل شیراست باادب و شرم

کامل کی دعوت مکمل کرم ہوتی ہے کامل دودھ ہے باادب و باشرم ہے۔

ناقصی خوانی بود خانہ خراب
بہر اللہ دعوتش خواندن ثواب

اگر غلط پڑھے گا تو خانہ خراب ہوگا اگر اللہ تعالیٰ کی خاطر درست پڑھے گا تو ثواب ہوگا۔

بعض اہل دعوت کسی صاحب علم دعوت کی اجازت سے پڑھتے

ہیں۔ پس ان کو مبارک ہو۔ اگر عام شخص پڑھے تو اسے لذت حیوانات ترک کرنا پڑتی ہے اور اگر کامل عامل پڑھے تو وہ پڑھتا بھی ہے اور گوشت وغیرہ بھی کھاتا ہے اور کچھ ملے وہ پہن بھی لیتا ہے اور ایسا شخص جس طرح سے چاہے پڑھے دعوت رواں ہو جاتی ہے اور جو شخص دنیاوی مال اور دنیا دار کے لیے پڑھتا ہے وہ احمق اور ناقص ہے اُسے دعوت پڑھنے کا باتوفیق طریقہ نہیں آتا کیونکہ صاحب دعوت لاابتحاج ہوتا ہے وہ کسی شخص کی ضرورت نہیں رکھتا اور اگر وہ قہر سے دعوت پڑھے تو کعبہ، مسلمان اور عرش اکبر کو ہلا کر رکھ دیتا ہے اس اہل دعوت پر آفرین ہو جو لوگوں کی تکالیف کو دفع کرتا ہے اور کسی کو دکھ نہیں پہنچاتا۔

بیت

ہم عاملم ہم کاملم رہبر خدا
ہم عارفم درویش بافقر و لقا

میں عامل بھی ہوں اور کامل بھی۔ میں عارف بھی ہوں اور فقر و لقا کا درویش بھی ہوں۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى رَسُوْلِ خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ وَاَوْلِيَاءِ اَجْمَعِيْنَ

تَمَّتْ بِالْخَيْرِ